بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 47
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
شمارہ 6/7

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
مصلح موعود نمبر

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

Postal
Registration
No:p/GDP-23

The Weekly BADR Qadian

14/7 شوال 1418 ہجری 12/5 تبلیغ 1377 ہش 12/5 فروری 98ء

اخبار احمدیہ

لندن ۶ر فروری (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ آج حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ کے بندے بننے اور شیطان کی تمام تحریکات اور شیطانی وساوس اور اثرات سے بچنے کی طرف توجہ دلائی پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم ایدامامنا بروح القدس۔

پیشگوئی مصلح موعود

نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں مصلح موعود کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ وعزّاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تونے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں 'ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔

مظهر الاول والآخر۔ مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔

جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا۔"

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱)

خلاصہ خطبہ عید الفطر وجمعۃ المبارک سیدنا حضور انور ایدہ اللہ فرمودہ ۳۰ر جنوری ۹۸ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ انگلینڈ

آج کے عید کے خطبے میں میں اوّل طور پر اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ باقی سارا سال اپنے تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کریں

اگر ھم یہ کرسکیں تو پھر آئندہ سال ہی نہیں اس سے آئندہ سال بلکہ ساری صدی سنور جائے گی

گیمبیا کے متعلق حضرت امیر المومنین کا ایک اہم اعلان

لنڈن ۳۰ر جنوری (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک چار بجے شام اسلام آباد ٹلفورڈ میں خطبہ عید الفطر ارشاد فرماتے ہوئے آل عمران کی آیات ۱۰۳ و ۱۰۴ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا ان آیات کا خلاصہ تقویٰ ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی تمام رمضان ہم باتیں کرتے رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پس آج کے عید کے خطبے میں میں اول طور پر اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ سارا رمضان جو محنتیں کی ہیں ان کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمیں تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور اگر تقویٰ نصیب ہو تو سب کچھ نصیب ہو گیا۔ حضور نے فرمایا رمضان گزرنے پر یہ کمائی ختم نہیں ہوتی بلکہ رمضان سے شروع ہوتی ہے اور باقی تمام عرصہ سارا سال اپنے تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کرنا ہے اگر ہم کرسکیں تو پھر آئندہ سال ہی نہیں اس سے آئندہ سال ہی نہیں ساری صدی سنور جائے گی اور آنے والی صدیاں بھی اس تقویٰ سے سنور سکتی ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ آیات کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان کرنے کے بعد تقویٰ کے تعلق سے بعض احادیث مبارکہ بیان فرمائیں اور فرمایا ان نصیحتوں کو اپنے خون میں رچا بسا لیں تو آپ کا سارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

پس احمدی افراد ہوں یا جماعتیں ہر ایک کو میں ترقی کا گر بتاتا ہوں کہ تقویٰ سے ہی زندگی گزارنے میں ہر طرح کی دینی ودنیوی برکات مضمر ہیں۔

حضور انور نے چند احادیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد تقویٰ کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر میں گیمبیا سے متعلق ایک ضروری اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ عرصہ سے گیمبیا کی حکومت میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو رہی ہے اللہ جانے ان کے دل کا کیا حال ہے لیکن جو باتیں ہمیں ان کی طرف سے مل رہی ہیں وہ مختلف سمتوں سے ایک ہی قسم کی باتیں ہیں ہمارے بعض مربیان کو ہمارے نائب امیر کو اور بعض دوسرے دوستوں کو وہاں کے بڑے بڑے صاحب

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“

اللہ تعالیٰ نے جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چلہ کشی کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ایک عظیم المرتبت بیٹے کی بشارت عطا فرمائی اس کے ساتھ ہی اس کی صفات اور کارہائے نمایاں اور مقاصد کو بھی نہایت جامع انداز سے واضح فرمایا پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں ”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی“۔

اس الہام میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ آپ اپنی زندگی میں ساری دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچائیں گے۔ چنانچہ آپ کی زندگی کا لحہ لحہ اس امر کیلئے وقف تھا۔ ۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی تو آپ نے حضورؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر عہد کیا کہ اگر ساری جماعت بھی مجھے چھوڑ دے تو میں آپ کے مقصد کی تکمیل میں جان کی بازی تک لگادوں گا اور جب تک اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پہنچ نہیں جاتا چین سے نہ بیٹھوں گا۔

چنانچہ حضورؓ نے اس مقصد کی تکمیل کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اپنے خطبات و خطابات تحریر و تقریر اور جلسوں و اجتماعات میں جماعت کو یہی پیغام دیا کہ ہماری جماعت کے قیام کا مقصد ہی یہی ہے کہ دنیا کے کونے کونے تک اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیں۔

احباب جماعت کے نام اپنے ایک پیغام میں حضور جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

”میں نے آپ لوگوں کو بارہا توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت کے قیام کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ ہم اسلام کو ساری دنیا میں پھیلائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا کے کونے کونے میں قائم کر دیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنی پچھلی سستی کا کفارہ ادا کرو اپنی غفلتوں کو ترک کرو اور اس دروازہ کی طرف دوڑو جس کے سوا تمہارے لئے کہیں پناہ نہیں اور ایک پختہ عہد اور نہ ٹوٹنے والا اقرار اس بات کا کرو کہ تم اپنے مال اور اپنی جانیں اور اپنی ہر ایک چیز اشاعت اسلام کیلئے قربان کرنے کیلئے تیار رہو گے اور اس مقدس فرض کی ادائیگی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دو گے یہی وہ سچا اور حقیقی جواب ہے جو غیر مسلموں کے مقابلہ میں ہماری طرف سے دیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں مخلصین جماعت نے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اپنے گھروں اہل و عیال کو چھوڑ کر بیرونی ممالک میں چلے گئے اور حضورؓ کی زندگی میں ہی متعدد ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اور آپکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کناروں تک شہرت عطا فرمائی۔

۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور کے جلسہ مصلح موعود میں آپنے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

”وہ عظیم الشان پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء میں فرمائی تھی پوری ہو گئی اس پیشگوئی کی صداقت پر لاکھوں لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کے والا و شیدا بنے عیسائی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی آریہ اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی مسلمان اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی آج سے انسٹھ سال پہلے خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہو گا اور وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

انگلستان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سپین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اٹلی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ برلن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہنگری اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ البانیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگوسلاویہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زیکوسلویکیا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شمالی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جنوبی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیرالیون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مصر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کینیا کالونی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گولڈ کوسٹ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ نائیجیریا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یوگنڈا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ زنجبار اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ٹانگانیکا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سیلون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ماریشس اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ فلسطین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شام اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ روس اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ چین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاپان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ سماٹرا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ جاوا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ملایا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ بورنیو اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایران اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کابل اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ہندوستان کا گوشہ گوشہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

دنیا میں کون ایسا انسان ہے جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ دلوں کو فتح کر سکے دنیا میں کون ایسا انسان ہے کہ لوگوں کو اس عظیم الشان قربانی پر آمادہ کر سکے یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے دنیا میں اس قدر تغیرات پیدا کئے یہ خدا ہی کا ہاتھ تھا جس نے لوگوں کے دلوں کو کھینچا اور انہیں اسلام کیلئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کرنے کیلئے آمادہ کر دیا چنانچہ ایک طرف اگر خدا نے یہ خبر دی کہ وہ میرے ذریعہ دنیا میں اسلام کا نام روشن کرے گا تو دوسری طرف اس نے ایک غریب جماعت میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے وہ ایمان پیدا کر دیا جس کی مثال آج روئے زمین پر اور کوئی جماعت پیش نہیں کر سکتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس عبارت پر ۵۴ سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپ کی جماعت بفضلہٖ تعالیٰ اس بات کی شاہد ہے کہ آپ کا مشن جاری و ساری ہے آج دنیا بھر کے ۱۵۶ ممالک میں آپ کے فدائی اور دعا گو موجود ہیں اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں ان میں اضافہ ہو رہا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی شہادت دنیا کا چپہ چپہ دے رہا ہے کہ حضرت مصلح موعود اور آپ کے متبعین کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک آپ کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اور وہ مقصد جسکے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھڑا کیا تھا تکمیل کی راہوں پر گامزن ہے۔

حضور فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸-۸-۵۸ میں فرماتے ہیں ”یاد رکھو کہ تم میں سے صرف چند افراد کا فرض نہیں بلکہ ساری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے کافۃ کے یہی معنے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس حکم کی تعمیل سے باہر نہ رہے اگر دس لاکھ احمدی ہیں اور ان میں سے ۹ لاکھ ننانوے ہزار ۹ سو ننانوے آدمی اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور صرف ایک شخص تبلیغ نہیں کرتا تب بھی جماعت کے لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سارے کے سارے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں وہ اسی وقت اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جب وہ اس ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں کیونکہ قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ مشرکوں کے مقابلہ میں ساری کی ساری جماعت کو کھڑا ہونا چاہئے اور ہر فرد کو ان میں تبلیغ کرنی چاہئے۔۔ اب خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے مگر ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کو اس قدر ترقی عطا فرمائے گا کہ دوسرے مذہب کے پیرو اس جماعت کے مقابلہ میں ایسے ہی بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے جیسے آج کل کی ادنیٰ اقوام بے حیثیت ہیں پس ہماری خواہش یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ زمانہ بھی دکھاوے جب ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری یہ دعا ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو غلبہ بھی عطا فرمائے اور دوستوں کو اپنے ایمانوں پر بھی قائم رکھے۔

خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت دن رات نازل ہو رہی ہے اور لاکھوں لوگ ہر سال احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت پا رہے ہیں حضور انور ہمیں بار بار دعوۃ الی اللہ کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ہر فرد جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو کامیاب داعی الی اللہ بنادے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

نماز باجماعت کی اہمیت

نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر جلد پنجم میں فرماتے ہیں۔

نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کیلئے میرے نزدیک سب سے ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کیلئے ایسی موثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے اگر میں ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کیلئے اصلاح کا موقعہ ہے مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان : 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز کی لذت اور طمانیت نصیب ہوگی

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۴ر نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴ر نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد ان محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

گزشتہ چند خطبات میں میں نے نماز کی اہمیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی اور اسی تعلق میں اپنی اردو کلاس میں بھی نماز ہی کے متعلق باتیں بچوں کو سمجھائیں جو ان کے لئے بھی مفید تھیں اور بڑوں کے لئے بھی مفید تھیں۔ آج سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرتے ہوئے جماعت کو مطلع کرتا ہوں کہ ان خطبات کا بہت وسیع اثر پڑا ہے اور کئی دفعہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ میری ڈاک میں بھاری تعداد میں ایسے خطوط شامل ہیں جن میں نماز سے متعلق احباب اپنی سابقہ کوتاہیوں پر اور غفلتوں پر معافی چاہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہوئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری کایا پلٹ گئی ہے اور ہمارے گھر میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ روحانیت جاگ اٹھی ہے۔ ہم بھی اور ہمارے بچے بھی ہماری بیویاں بھی جس حد تک اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے نمازوں کو سنوار کر پڑھنے لگے ہیں۔

اسی تعلق میں بہت ہی دلچسپ باتیں بھی احباب نے لکھی ہیں کہ اس سے پہلے ان کی نماز کی کیا کیفیت ہوا کرتی تھی بعض پڑھتے ہی نہ تھے، بعض پڑھتے تھے تو دل نہیں لگتا تھا، خیالات کا ہجوم ہوتا تھا جو کسی اور طرف ان کو گھیر کر لے جاتا تھا۔ بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم نماز سے ہی بد دل ہو چکے تھے لیکن اچانک شعور بیدار ہوا ہے اور یوں معلوم ہوا ہے کہ ہم نے اپنی گزشتہ زندگی ضائع کر دی ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم بڑی توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ایک احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس نے جماعت احمدیہ کو اس زمانے میں نماز کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے جبکہ دنیا کی توجہات نماز سے ہٹ رہی ہیں۔ ظاہر نمازیں تو ادا کی جاتی ہیں مگر ان نمازوں میں مغز کوئی نہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع چاہئے وہ ان نمازوں سے مفقود ہے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ کسی کی نمازوں کا کیا حال ہے، ہمیں اپنی نمازوں کی فکر کرنی چاہئے اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے، زیادہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کی زندگی کا مرکزی نقطہ ہے۔ خواہ شروع میں سمجھ آئے یا نہ آئے رفتہ رفتہ ایک وقت ضرور ایسا آجاتا ہے کہ انسان کو اپنی نمازوں میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ایک دوسری خوشخبری میں جماعت کو یہ دینی چاہتا ہوں کہ نماز باجماعت کا تعلق چونکہ مساجد سے ہے اس سلسلے میں ایک مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خوش خبری عطا فرمائی ہے یعنی مسجد دوالمیال جہلم کے متعلق۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۳۰ر جون ۱۹۹۷ء کو اس وقت جو سول جج نے جماعت کے متعلق فیصلہ کیا تھا وہ جماعت کے خلاف حکم امتناعی تھا۔ اگرچہ اس کا ابتدائی فیصلہ بہت مخالفانہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس فیصلہ کے سنانے سے پہلے ہی اس نے کچھ تبدیلیاں کر دیں جس کے نتیجے میں وہ مسجد کبھی بھی ہمارے ہاتھ سے باہر نہیں نکلی۔ اگرچہ وہ جمعہ جماعت نے گلیوں میں ادا کیا، بہت روتے ہوئے اور گریہ وزاری کے ساتھ التجائیں کیں لیکن اس کے باوجود مسجد کا قبضہ نہیں چھوڑا اور مسلسل مخالفین کی طرف سے اس سلسلے میں کوششیں ہوتی رہیں کہ کسی طرح ان سے قبضہ نکال لیا جائے۔ ان کے خلاف اسی سلسلے میں مقدمہ بھی کیا گیا۔ لیکن ۳۰ر جون کا یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۰ر نومبر کے فیصلے کے ذریعہ الٹ دیا گیا اور یہ فیصلہ ایڈیشنل سیشن جج چکوال نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزاء دے۔ انہوں نے دس نومبر کے اپنے فیصلے میں پہلے حکم امتناعی کو کلیۃً منسوخ کر دیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد واپس قانونی طور پر بھی جماعت کے قبضے میں جا چکی ہے۔

یہ واقعہ جو دس نومبر کو گزرا یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دوالمیال ہی کی رہنے والی ایک نیک خاتون کو خوشخبری دی تھی کہ یہ واقعہ اسی طرح ہوگا۔ اور میری مراد الحاج فضل الٰہی صاحب بر منگھم کی بیگم صاحبہ فضل نور صاحبہ سے ہے۔ لوگ تو اسے اتفاق کہیں گے مگر میں اسے تقدیر الٰہی سمجھتا ہوں کہ دس اکتوبر کو بروز جمعۃ المبارک جو Friday the 10th تھا فضل نور صاحبہ نے صبح اٹھ کر اپنی ایک رؤیا بیان کی جو اس طرح پر تھی کہ میں جماعت کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ گزشتہ فیصلہ منسوخ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ دوالمیال کی مسجد احمدیوں کو دلا دی ہے۔ یہ دس اکتوبر Friday the 10th کی رؤیا ہے جو کچھ عرصے کے بعد فضل الٰہی صاحب نے بہت سے احباب کو سنائی جن میں ملک اشفاق احمد صاحب بھی گواہ ہیں۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آج کے جمعہ پر میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس رؤیا کو بعینہٖ پورا کر دیا ہے اور Friday the 10th کی برکات میں سے ایک یہ برکت بھی ہے کہ وہ مسجد بحال کر دی گئی۔

اس ضمن میں ایک ایسی افسوسناک اطلاع بھی دیتا ہوں جو افسوسناک بھی ہے مگر اپنے اندر فلاح کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ یعنی چوہدری نذیر احمد صاحب گھوئینگی کی شہادت کے تعلق میں میں جماعت کو دعا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ علاقہ بہت ہی گندہ اور قاتلوں کا علاقہ مشہور ہے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ وہاں روزمرہ ایک دوسرے کا قتل ایک عام سی بات ہے اور چوٹی کے ایسے مجرم قاتل اس علاقے میں دوڑتے پھرتے ہیں اور پولیس کو ان کے اوپر ہاتھ ڈالنے کی بھی جرأت نہیں پڑتی۔ ایسے ہی بد قماش ڈاکو مولویوں نے ہمارے نذیر صاحب کو شہید کیا اور اب وہ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر تمام علاقہ میں خوف وہراس پھیلا رہے ہیں اور احمدیوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ گویا اس دباؤ کے نتیجے میں وہ اپنی گواہیوں سے باز آجائیں گے، اس مقدمے کی پیروی ترک کر دیں گے اور حکومت بھی ان کے رعب میں آکر ان کے خلاف قتل کے مقدمے کی کارروائی کو کمزور کر دے گی۔ یا جیسا کہ ہمارے ملک میں چلتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بعید نہیں کہ حکومت عدالت کو حکم دے دے کہ اس مقدمے کو ختم سمجھا جائے۔ اس دوران ہمارے جو علاقے کے احمدی ہیں انکو قتل کی بڑی خطرناک دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ جہاں تک اس ساری دھمکیوں اور خوف وہراس پھیلانے کی کوشش کا تعلق ہے یہ دراصل تبلیغ سے تعلق رکھنے والی کوششیں ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ دنوں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو بہت کامیاب تبلیغ کی توفیق ملی ہے، ایسے علاقوں میں بیعتیں شروع ہوئی ہیں، جہاں پرانے زمانے میں وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ یہاں کی سخت زمین میں خدا تعالیٰ اس قدر شادابی عطا فرمائے گا کہ جماعت کی نئی نئی کونپلیں وہاں سے پھوٹیں گی۔ یہ ایک انقلاب کا دور ہے جو انقلاب اس علاقہ میں بھی شروع ہوگا۔ اور اپنے قاتلوں کو بچانے کے لئے ان کی پوری توجہ اس طرف بھی ہے کہ اس ساری تبلیغی مہم کو جو جماعت نے شروع کر دی ہے اسے ناکام کر دیا جائے، اسے کلیۃً مفقود کر دیا جائے یا معدوم کر دیا جائے۔

یہ وجہ ہے جو میں اب جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ دعاؤں میں بھی اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مباہلے کا سال عطا فرمایا ہے جس کی بہت برکتیں ہم نے دیکھی ہیں۔ اس کثرت سے برکتیں نازل ہوئی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان کا کچھ ذکر میں پہلے بھی کرتا رہا ہوں کچھ

آئندہ بھی انشاء اللہ، زیادہ تر جلسہ سالانہ پر کروں گا۔ لیکن میں اس حوالے سے جماعت کو اللہ کے حضور یہ التجاء کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب مولویوں کو نامراد کردے جنہوں نے جماعت کے خلاف یہ مہمات شروع کی ہیں۔ اور جہاں تک جماعت کے داعیین الی اللہ کا تعلق ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھتے رہیں۔ ویسے بھی تو اس ملک میں بے شمار قتل ہوتے رہتے ہیں اور یہ سال تو مولویوں کے قتل کا سال ہے۔ جب وہ قتل کے ذریعے مردود موتیں مرتے ہیں تو جماعت کے اندر اگر ایک دو شہید بھی ہو جائیں تو ہرگز فی الحقیقت مضائقہ نہیں۔ ان کے جانے کا دکھ ضرور پہنچتا ہے لیکن اس سے بہتر اور کوئی موت ممکن نہیں کہ انسان شہید ہو جائے۔

اس لئے حتی الامکان جہاں تک بھی آپ سے ہو سکتا ہے آپ احتیاط سے کام لیں اور حکمت سے کام لیں۔ یہ بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکامات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ میں حکمت سے کام لینا اوّلیت رکھتا ہے اور سب سے زیادہ قرآن کریم نے تبلیغ کے دوران حکمت پر زور دیا ہے۔ اس حکمت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی جان اسے انسان نہیں ڈرتا بلکہ لوگوں کے روحانی فائدہ کی خاطر اس مہم کو اس طرح چلانا چاہتا ہے کہ لوگ ڈر نہ جائیں۔ جو احمدی بے دھڑک تبلیغ کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ڈرتا نہیں لیکن یہ خوف اس کو ضرور دامن گیر رہنا چاہئے کہ تبلیغ اس طرح بے دھڑک نہ ہو کہ وہ لوگ جو ابھی جماعت میں شامل نہیں وہ ڈرنے لگ جائیں اور ان کی راہ میں یہ شہادتیں روک بن جائیں۔ پس یہ ایک پل صراط ہے جس پر سے ہمیں گزرنا ہے۔ غیر اللہ کے خوف سے کلیۃً پاک رہتے ہوئے اللہ کی خاطر، بنی نوع انسان کی ہدایت کی خاطر ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ لوگ احمدیت سے ڈر کر نہ بھاگیں۔ یا اگر یہ دعا بھی ساتھ کی جائے کہ ان کے دلوں کے خوف خدا دور فرما دے، وہ بھی بے دھڑک ہو کر آگے بڑھیں اور اگر شہادتیں پہلے احمدیوں کے مقدر میں ہیں تو وہ بھی شہادت کے لئے اپنے آپ کو کھلم کھلا آمادہ پائیں اور دل میں اس کے لئے جوش رکھیں۔ ایسے بھی واقعات ہوتے ہیں۔ چنانچہ کئی نواحمدی شہید ہوئے ہیں جن کے علم میں تھا کہ یہ جرم یعنی اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے کا جرم لوگوں کی نگاہ میں ایسا بھیانک ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض انسانوں کو جانیں کھودینی پڑتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے، اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہاں یہ رستہ کٹھن ہے انہوں نے پھر بھی اس دعا کی التجاء کے ساتھ خط لکھے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس راہ میں شہید ہونے کی توفیق بخشے۔ پس یہ نئے نئے سلسلے چل پڑے ہیں، نئے نئے طریق پر روحیں بیدار ہو رہی ہیں۔ عموی طور پر تو یہی دعا ہے جو ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اے اللہ ہمیں حکمت کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرما۔ ایسی حکمت کے ساتھ لوگوں کو اپنی راہ کی طرف بلانے کی توفیق عطا فرما کہ اس کے نتیجے میں لوگ جوق در جوق آئیں اور ان کی راہیں روکی نہ جا سکیں۔ یہی دعا ایک کامل دعا ہے میرے نزدیک، اس پہلو سے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا کام جاری رہے گا اور بزدلی پیدا نہیں ہوگی۔

نماز کے تعلق میں جیسا کہ میں نے عرض کیا بہت سے احباب خط لکھ رہے ہیں، بہت سے بچے بھی خط لکھ رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک ولولہ سا پیدا ہو گیا ہے جماعت میں اور یہ دور جو ہے وہ آئندہ بہت ہی بابرکت ادوار کو جنم دے گا، ان کو پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ ابھی بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ جب دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت روحیں خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں۔ ایسا سجدہ جو روح کی پاتال تک خدا سے مطمئن ہونے کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اللہ سے ہر انسان کو مطمئن تو رہنا چاہئے لیکن بعض دفعہ زبانی اطمینان کا اظہار کیا جاتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روح اپنے پاتال تک، اپنی آخری انتہاء تک خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاتی ہے۔ اسی کو راضیۃً مرضیۃً کے لئے مقدر کیا جاتا ہے۔ اب حالات ایسے ہیں کہ **یہ خدا تعالیٰ کی رضا اس طرح کثرت کے ساتھ احمدیوں کو اور احمدیوں کے دلوں کو اپنی لذت سے مغلوب کر رہی ہے اور یہ سلسلہ آئندہ اور بہت سی برکتوں کا موجب بننے والا ہے۔** اس لئے نماز کے سلسلے کو جاری رکھیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے کس قدر بے پایاں احسانات ہم پر نازل ہو رہے ہیں۔

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن اقتباسات کو میں پڑھ رہا تھا اب میں ان میں سے پہلا اقتباس جو میرے سامنے ہے شروع کرتا ہوں۔ فرمایا: ”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کر دیتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے“۔ سوزش اور گدازش جو بے چینی پیدا کرتی ہیں، ایک آگ سی دل میں لگ جاتی ہے اس کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کا ایک ثبوت ہے ورنہ عام طور پر یہ تحریر اس طرح نہیں ملتی۔ ہر انسان یہی کہتا ہے کہ جو سوزش اور گدازش سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ قبول ہوتی ہیں اس لئے سوزش اور گدازش سے اپنی نمازوں کو سنواریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے“۔ ادب کے پہلو کو اس سوزش اور جنون کی حالت میں نظر انداز نہیں کرتا۔ ورنہ سوزش کی حالت میں انسان بعض دفعہ ایسے مطالبے کر بیٹھتا ہے، اس رنگ میں مطالبے کر بیٹھتا ہے جو ایک اعلیٰ مقتدر ہستی کے سامنے ایک قسم کی بے ادبی بن جاتی ہے۔

”مگر ایسا ہو کہ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ اور ہر **ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے**“۔ یہاں اب انفرادی نمازوں کی بجائے قومی طور پر امتوں کے زندہ ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں اور زندہ رہنے کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اس پہلو سے اس اقتباس کو میں نے سب سے پہلے رکھا ہے کہ یہ جماعتی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ اور بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے“۔ ایمان کی جڑ نماز ہے لیکن نماز ایمان کو پیدا کرتی ہے یہ تضاد کیا ہے۔ ایمان کی جڑ ہے اور نماز ایمان ہی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون خدا تعالیٰ نے سورہ بقرہ کے شروع میں یوں سمجھا دیا کہ ایک ایمان کی حالت ایمان بالغیب کی حالت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو ایمان بالغیب نصیب ہو 'یُقِیمونَ الصَّلوٰۃَ' وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ لیکن ایک ایمان نماز میں سے پھوٹتا ہے وہ ایمان بالغیب نہیں رہتا، وہ ایسا ایمان ہے جس میں انسان خدا کو اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے۔ اور اگر دیکھ نہیں سکتا تو حدیث کے مطابق، کم سے کم یہ محسوس کرتا ہے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے مطابق اپنے آپ کو سنوارتا ہے۔ اللہ دیکھتا ہے یہ احسان کا مضمون ہے اور یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس عظیم کلام میں بار بار یہی فرمایا 'سُبحانَ مَن یَرانی، سُبحانَ مَن یَرانی' اور یہ حالت بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحقیقت ہمیشہ نماز ہی کی حالت میں رہتے تھے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے احسان کے مضمون کو نماز سے باندھا ہے اور فرمایا کہ احسان کی اول حالت یہ ہے کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا کم سے کم یہ کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اور اس خدا کے دیکھنے میں بہت مزے مزے کی باتیں شامل ہیں اللہ دیکھ رہا ہے کہ یہ بندہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے۔ جب کسی پیارے کی طرف توجہ ہو اور یہ یقین ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے تو دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ پس دیکھنے کا مضمون ہے جو نماز سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اور اس مضمون پر جتنا بھی بیان کیا جائے کم ہوگا۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نظم کے تعلق میں کثرت سے بعض خطبات میں، بعض تقاریر میں، بعض گفتگو کے دوران یہ بیان کیا ہے کہ 'سُبحانَ مَن یَرانی' کے اندر بڑے کثرت کے ساتھ مضامین شامل ہیں۔ انسان کی زندگی میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا جب وہ بے خبر ہو سکے۔ جس کو ہر وقت دیکھا جا رہا ہو اس میں جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو لیکن اس سے بہت بڑھ کر یہ مضمون ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے کہ کوئی دیکھ رہا ہے تو محبت سے دیکھ رہا ہے۔ جب یہاں پہنچتے ہیں تو نماز کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ایسی نمازیں پڑھے کہ خدا کے پیار کی نظریں پڑنے لگیں اور یہ حالت اگر زندگی بھر اسی طرح رہے تو وہ زندگی نماز بن جاتی ہے۔

یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے تعلق میں یوں بیان فرمایا گیا ”قُل ان صَلوٰتی و نُسُکی وَ مَحیایَ وَ مَمَاتی“۔ مَحیایَ وَ مماتی کو صلاتی و نُسُکی سے اس طرح باندھا گیا ہے کہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یعنی میرا مرنا جینا تو نماز ہے۔ ساری زندگی نماز بن چکی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس حالت کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں اشارہ فرماتے ہیں سُبحانَ مَن یَرانی جو بھی میں سوچتا ہوں، جو بھی میں کرتا ہوں، جو کچھ میں خدا کے حضور عجز اور انتہائی تذلل کے ساتھ عرضداشت کرتا ہوں ان سب باتوں پر اللہ کی نظر ہے۔ میری دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

میرے دشمنوں سے خود نپٹتا ہے۔ میں سویا ہوں تو وہ جاگتا رہتا ہے گویا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نظر مجھ پر ہے۔

اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے اپنی نمازوں کو سنواریں اور یہ ایک بڑا لمبا سفر ہے۔ یہاں پہنچ کر مجھے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اکثر جو میرے مخاطب ہیں ان کو علم نہیں کہ کتنا مشکل کام ہے۔ مشکلوں سے گھبرانا بھی نہیں چاہئے۔ لیکن مشکلوں کو نظر انداز کر کے انسان سمجھے کہ بہت آسان راہ کی طرف بلایا جارہا ہے یہ درست نہیں ہے۔ راہ آسان ہو سکتی ہے اسی صورت میں کہ اللہ اس راہ کو آسان کرنے کا فیصلہ فرمائے اور یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ اِیَّاکَ نعبُدُ وَ اِیَّاکَ نَستَعِین 'تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیری ہی عبادت کریں گے کسی اور کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ لیکن 'ایاك نستعین' بڑا مشکل کام ہے تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موقع پر فرماتے ہیں بعض بیوقوف لوگ کہہ دیتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ خدا کو حاجت نہیں، ہمیں خدا کی حاجت ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ اور یہی عبادت کا مفہوم ہے جس پر میں پچھلے خطبہ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ مگر یہ حاجت روائی خدا ہی کرے گا اور اسی سے التجا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہماری مدد فرمائے۔ ورنہ جیسا کہ نماز کے متعلق میں اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ بعض لوگ اس کو سن کر خوف سے کانپنے لگیں گے کہ یہ نمازیں ہیں جو ہم نے ادا کرنی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو سنوارتے ہوئے **ان نمازوں** کے مطابق بنالیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت سے رکھتے ہیں۔

یہاں مختصراً آپ فرماتے ہیں "خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے" یہ وہی توجہ احسان والی توجہ ہے۔ "خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے"۔ یہ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۷۸ سے اقتباس لیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متقی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "متقی کی دوسری صفت یہ ہے کہ یُقِیمُونَ الصَّلوٰۃ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں۔ متقی سے جیسا ہو سکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے۔ یعنی کبھی اس کی نماز گر پڑتی ہے پھر اسے کھڑا کرتا ہے۔ یعنی متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں"۔

یہ وہ سلوک کی راہ ہے جس میں سے ہم سب کو گزرنا پڑتا ہے۔ اور کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ میں نے نماز شروع کی ہے بڑے خلوص اور توجہ سے اور مختلف قسم کے وساوس ہیں جو پریشان کئے رکھتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی دنیا کا جھگڑا سامنے آجاتا ہے۔ کوئی فکر، کوئی غم، کوئی تمنا دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور بار بار نماز سے توجہ ہٹتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فطرت کا راز آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ ایسا ہونا لازم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کے ایمان کی خرابی کے نتیجے میں ایسا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ نماز کو کھڑی کرنے کا حکم نہ دیتا جو بعض لوگوں کے لئے زندگی بھر کا مسئلہ ہے۔ اس لئے دو باتیں ہیں جن پر آپ کو توجہ دینی چاہئے۔ ایک تو یہ کہ نماز ضرور گرتی رہے گی اور لمبے عرصہ تک ایسا ہوتا رہے گا اور ہر دفعہ آپ کو توجہ دے کر، محنت کر کے اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ مایوسی کا مقام نہیں مگر خوف کا مقام ضرور ہے۔ اگر ایسی نماز جو گرتے گرتے گر ہی پڑے اور انسان اس سے غافل ہو جائے تو یہ طمع کا مقام نہیں کہ انسان سمجھے کہ ہاں میں ٹھیک ہو جاؤں گا، یہ خوف کا مقام ہے۔ انسان سمجھے کہ میں تو مر چکا ہوں۔ یہ نماز جس میں انسان کے دل کا احساس مر جائے اور وہ بے خوف ہو جائے نمازیں پڑھتا ہے، ٹکریں مارتا ہے، واپس چلا جاتا ہے۔ ساری عمر بعضوں نے نمازیں پڑھیں، اسی طرح پڑھیں، اسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ میری نماز وہ نماز ہے ہی نہیں جو خدا چاہتا ہے اور ہر نماز میں دنیاوی خیالات گھیرے رہیں اگر اس حالت تک انسان پہنچ جائے تو پھر وہ نماز انسان پر لعنتیں ڈالنے لگتی ہیں اور اللہ کا کلام ایسے انسان پر لعنتیں ڈالتا ہے۔ فَوَیلٌ لِلمُصَلِّینَ الَّذِینَ هُم عَن صَلوٰتِهِم سَاهُونَ. یہ صورت حال کہ نماز بار بار گرتی ہے اس صورت سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ خوفزدہ اس بات سے ہونا چاہئے کہ کیا واقعۃً اس گرتی ہوئی نماز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر تمہاری تضرعات کو سنے گا اور تمہاری مدد کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائے گا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس مضمون کی باریکی کو سمجھتے ہوئے اس طرح نماز کو کھڑا کرنے کی کوشش کرے گی۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے"۔ یعنی یہاں اس کا یہ خوف ہے کہ میری نماز کھڑی نہیں ہو رہی میں کیا کروں۔ "وہ نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں۔ لیکن یہ نفس کی اس کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے" گرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن ہمت نہیں ہارتا۔ "کبھی نماز گرتی ہے مگر پھر اسے کھڑا کرتا ہے اور یہی حالت اس کی رہتی ہے کہ وہ تکلف اور کوشش سے بار بار اپنی نماز کو کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت کرتا ہے"۔ جس کلام کی طرف اشارہ ہے وہ 'اِیَّاکَ نعبُدُ وَ اِیَّاکَ نَستَعِین' کا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ "اس وقت بجائے یُقیمُون الصلوٰۃ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں"۔ یعنی وہ انسان جو عمر بھر یہ کوشش کرے گا اس کی عمر میں کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ ساری کوششیں اس کے ماضی کی ایک بھیانک خواب بن جاتی ہیں اور اس خواب کی بہترین تعبیر ظاہر ہوتی ہے یعنی بقیہ زندگی پہلی زندگی سے ایک بالکل مختلف زندگی ہو جاتی ہے۔ وہ وقت ہے جب کہ نماز میں لذت آتی ہے۔

اب میں آپ کو اس ضمن میں یہ بات سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ نماز میں لذت گرتی ہوئی حالت میں بھی آجاتی ہے اور وہی لذت ہے جو بڑھتے بڑھتے بالآخر اس حالت پر پہنچ جاتی ہے کہ صرف لذت ہی رہ جاتی ہے اور تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ انتظار نہ کریں کہ نماز کو کھڑا کر رہے ہیں اور کبھی لذت محسوس نہ ہو اور سمجھیں کہ آخر لذت آجائے گی، یہ جھوٹ ہے۔ نماز کو اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں میں انسان کے لئے لذت کا موجب بنا تا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لقمے ہیں جو کھلائے جاتے ہیں تو انسان میں لذت پڑتی ہے۔ اگر بارہا یہ لقمے نہ کھلائے جائیں تو ایسے انسان کی کوششیں وہ سمجھتا بھی ہو کہ کامیاب ہیں حقیقت میں اکارت جائیں گی۔ نماز کو کھڑا کرنے کے دوران آپ کو وہ لذت محسوس ہونی چاہئے جو انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب اس کا خیمہ جھکڑ چلنے کے نتیجے میں گر جاتا ہے۔ اور پھر وہ اس کو کھڑا کر کے کچھ دیر اس میں آرام کرتا ہے۔ وہ آرام کی حالت لازماً اس تجربے کے دوران محسوس ہونی چاہئے اور یہ حالت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ گرا ہوا خیمہ ایک دفعہ کھڑا ہوتا ہے پھر دوبارہ، پھر دوبارہ یہاں تک کہ انسان اسے اور زیادہ مضبوط رسوں سے باندھتا ہے اور مضبوط میخوں سے زمین میں گاڑتا ہے تب وہ خیمہ ہمیشہ کے لئے اطمینان کا موجب بن جاتا ہے اور بیرونی مصائب سے بچا لیا جاتا ہے۔ پس **اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز میں لذت اور طمانیت نصیب ہوگی۔** مگر اس سے پہلے وہ آثار ضرور ظاہر ہونگے جن کو دیکھ کر آپ کہہ سکتے ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اب خدا کے فضل کے ساتھ کامیاب ہو جاؤں گا۔

فرمایا "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔ اس وقت بجائے یُقیمُونَ الصَّلوٰۃ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے"۔ تو آپ نے دیکھا کلام مسیح موعود علیہ السلام۔ کس طرح بیچ میں اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعے سے انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے یعنی پہلے جو تقویٰ کی حالت تھی وہ ایک غیب کے ایمان کے ذریعہ قائم رہی اور اس غیب کی حالت کو پھر تبدیل کر کے پھر خدا حاضر ہو جاتا ہے۔ اور جب خدا اس غیب کو حاضر میں بدل دے وہ حالت ہے جو ہمیشہ کے لئے اس کے سامنے اس کے حضور میں قائم رہتی ہے کبھی کسی لحہ پھر مٹتی نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پڑھتے ہوئے کہ وہ اندھے مولوی جو اس کلام کے سقموں کی تلاش میں عمریں ضائع کر دیتے ہیں ان کو دکھائی نہیں دیتا کہ یہ ایک عارف باللہ اور کامل عارف باللہ کا کلام ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر اس طرح چلتا ہے کہ سرِ مو بھی احتراز نہیں کرتا، کہیں کوئی فرق نہیں کرتا۔

"بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ - (اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب

محتاج دُعا - جماعت احمدیہ اتر پردیش

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے"۔ یہ ذوق ہر کس وناکس کو اپنی نمازوں کو سنوارنے کے دوران نہیں ملا کرتا۔ ہاں کبھی کبھی واقعۃً نماز، یوں لگتا ہے جیسے ٹھنڈا پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی جارہی ہو۔ وہ اضطرار کی حالت کی نمازیں بھی ہوتی ہیں اور اس کوشش کے دوران بعض دفعہ خداتعالیٰ انسان کو اپنی رحمانیت کا ایسا جلوہ دکھاتا ہے اور اس کے احسانات کی طرف انسان کی توجہ اس طرح پھر جاتی ہے کہ اس وقت واقعۃً نماز، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی سخت پیاسے نے بہت ٹھنڈے پانی کا گلاس منہ سے لگالیا ہے اور وہ ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ جب ایک دفعہ سیری ہو جائے تو پھر دوبارہ اس کی پیاس بھڑک اٹھتی ہے پھر سیری ہو جائے پھر اس کی دوبارہ پیاس بھڑک اٹھتی ہے۔ "........... جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہو کر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجے کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھاکر وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہو جاتی ہے اور وہ نماز اس کے لئے ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے"۔ اب وہ نماز ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے۔ "جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے"۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ دو نمازوں کے درمیان انسان ہمیشہ وقت گزارتا ہے تو سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں گزارتا ہے۔ نشہ کی مثال دے کر ایک بہت ہی لطیف مضمون پیدا فرمادیا گیا ہے۔ ایک نشئی کو جب نشہ کی وہ دوا مل جائے جسے اب ہم آج کل ڈرگ (Drug) کہتے ہیں جس سے اسے نشہ کی حالت پیدا ہو جائے تو یہ نشے کی حالت فوراً زائل نہیں ہوا کرتی۔ کچھ عرصے کے بعد پھر وہ بھوک چمکتی ہے جیسے کھانا کھانے کے بعد کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے، پانی پی کر کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ دو نمازوں کے درمیان ہر وقت ایک ابتلاء سا آیا ہوا ہے سخت کرب کی حالت ہو، یہ حالت ایسے نہیں ہوا کرتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کو جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں غور سے سنیں، غور سے سمجھیں تو بات بالکل کھل جاتی ہے۔ پیاس بھی مٹ جایا کرتی ہے، بھوک بھی مٹ جایا کرتی ہے، نشہ بھی اتر جایا کرتا ہے مگر پھر بھڑکتا ہے، نشہ بھی بھڑکتا ہے، پیاس بھی بھڑکتی ہے، بھوک بھی بھڑکتی ہے۔ تو اس طرح بار بار انسان خدا کی طرف لوٹتا ہے اور یہی حکمت پانچ نمازوں میں ہے۔ وہ انسان جس کو توفیق ہو پانچ وقت کھاتا بھی ہے اور جس کو توفیق ہو پانچ وقت ایسے لذت کے مشروب پیتا بھی ہے کہ اس کی روح سرور پاتی ہے۔ لیکن جسے لذت کے مشروب پینے کی توفیق نہ ہو تو بڑھی ہوئی پیاس ہر پانی کو سب سے زیادہ لذیذ مشروب بنادیتی ہے۔ اس لئے غریبوں کے لئے کوئی محرومی نہیں۔ ہر شخص دن کے وقت ٹھنڈے پانی سے لطف اٹھا سکتا ہے اور اگر ٹھنڈا پانی نہ بھی نصیب ہو تو جب پیاس بھڑک اٹھے ہر پانی ٹھنڈا لگتا ہے۔ ہر پانی انسان اس طرح پیتا ہے کہ اس کی "ڈیک" نہ ٹوٹے۔ پنجابی میں "ڈیک ٹوٹنا" کہتے ہیں، جی چاہتا ہے پیتا ہی چلا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کس طرح مختلف مثالیں بیان فرما فرما کر نماز کے مضمون کو ہم پر کھول دیا ہے۔

فرمایا اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے خداتعالیٰ سے ایک ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ کوشش کر کے اس محبت کو زندہ نہیں رکھنا پڑتا۔ وہ محبت آپ کو زندہ کرتی ہے اور آپ کو زندہ رکھتی ہے۔ اور ایسے محبوب سے ہر وقت چمٹا رہنا بھی ممکن نہیں ہے۔ انسان لازماً ان محبوبوں سے جدا بھی تو ہوتا ہے۔ لیکن جتنی لمبی جدائی ہو اتنا ہی ملنے کا زیادہ مزہ آتا ہے۔ یہ کیفیت ہے جو نمازوں کی صورت میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس طرح پیار سے ملاتی ہے کہ جیسے محبوب کو قریب سے دیکھنے سے انسان لذت پاتا ہے ویسا ہی نماز کے دوران اپنے اللہ کو اپنے قریب دیکھ کر انسان لذت پاتا ہے۔

فرماتے ہیں "ماکولات اور مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے"۔ اب یہ لفظ شہوات ہے جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جتنے عارفین ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی چیز میں وہ لذت نہیں ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کے بعد اس کے قرب سے لذت پاتا ہے۔ اب بعض نادان اور بے وقوف یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی شہوات میں اس سے زیادہ لذت ہے۔ حالانکہ اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بھوک ہو، پیاس ہو یا جنسی خواہش ہو یہ ساری چیزیں ایک طلب کے پیدا ہونے اور بعد میں اس کے مٹنے کا نام ہے۔ ہر لذت ایک طلب کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ طلب نہ رہے تو لذت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اگرچہ ہم بظاہر کھانے کی بات کرتے ہیں، پینے کی بات کرتے ہیں، جنسی لذت کی بات کرتے ہیں لیکن یہ مرکزی نقطہ ان سب میں مشترک ہے۔ طلب ہے تو مزہ ہوگا۔ طلب نہیں ہے تو مزہ نہیں ہوگا۔ اور جتنی طلب زیادہ ہوگی اتنا مزہ دوسرے مزے پر غالب آتا چلا جائے گا۔ پس نعوذ باللہ من ذٰلک، اللہ تعالیٰ کا شہوت نفسانی سے تو کوئی تعلق نہیں اور کھانے سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں، پینے سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ مادی چیزیں ہیں جو مادی حاجات کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ مگر یہ راز ہمیں سمجھا دیتی ہیں کہ طلب ہوگی تو مزہ ہوگا، طلب نہیں ہوگی تو مزہ نہیں ہوگا۔ اب پیاس کو دیکھ لیں جس کی پیاس بجھی ہوئی ہو ویسے ہی بیٹھا ہو اس کو زبردستی ٹھنڈا پانی بھی دیں گے تو وہ نہیں پئے گا۔ اگر اس نے اپنی مرضی کا مشروب پی لیا ہو مثلاً پیاس تو اتنی نہیں مگر کوکا کولا کا شیدائی ہو تو آخر ایک وقت آجائے گا کہ کوکا کولا دیکھنا بھی پسند نہیں کریگا اس کو ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ آپ زبردستی گلاس دیں تو اس کو پرے پھینک دے گا۔ یہ ہم نے اپنے بچوں میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جس نعمت سے ان کو سیری ہو چکی ہو وہ نعمت اگر بار بار پیش کی جائے تو وہ نہیں پسند کریں گے۔ آپ مہمانوں کو تکلف کے ساتھ یا اس خواہش کے ساتھ کہ وہ خوش ہوں اور زیادہ لذت حاصل کریں بار بار کوئی نعمت کی چیز پیش کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ ان کے چہرے پر کچھ تھکاوٹ کے آثار آجاتے ہیں۔ شروع شروع میں تو کہتے ہیں نہیں نہیں، ضرورت نہیں۔ لیکن تھوڑا سا ہاتھ بڑھا دیتے ہیں جس سے لگتا ہے کہ انہوں نے اپنی حیاء کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان کے انکار میں ایک قسم کی سختی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت شرافت کا تقاضا ہے کہ انسان رک جائے۔ لیکن ہمارے بعض خدمت کرنے والے ایسے بھی میں نے دیکھے ہیں کہ باہر سے معزز مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں ان کا چہرہ دیکھتے ہی نہیں کہ واقعۃً نہیں چاہتے کہ ان کو کوئی چیز پیش کی جائے۔ بار بار وہی چیز پیش کئے چلے جاتے ہیں۔ آخر مجھے روکنا پڑتا ہے بس کرو کافی ہو گئی ہے اور وہ نہیں برداشت کر سکتے۔

تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کا خداتعالیٰ کی ذات سے مادی طور پر تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر روحانی طور پر یہ تعلق ہے کہ جب پیاس بجھ جائے گی تو خواہش نہیں رہے گی۔ اور جب پیاس ہوگی تو اس خواہش کو پورا ہونے کے نتیجے میں لذت پیدا ہوگی۔ اس لذت کو جو بھی آپ نام دے دیں جنسی لذت کہیں یا خوراک کی لذت کہیں مرکزی نقطہ ایک ہی رہتا ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیار کی حاجت دل میں پیدا ہو جائے اور وہ حاجت بڑھ جائے تو روحانی لذت اتنی غالب آجاتی ہے کہ ساری مادی لذتیں اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، جب مقابل پر آئیں تو بالکل گر کر ذلیل ہو جاتی ہیں۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ خداتعالیٰ ہماری مادی لذتیں پوری کرتا ہے۔ مادی لذتوں کی طرح ہمارے دل میں اس کے لئے ایک طلب پیدا ہوتی ہے اور جب وہ طلب پیدا ہو جائے تو ہر دوسری مادی لذت اس کے سامنے حقیر اور بے معنی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "نماز کے ادا کرنے سے اس کے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پاسکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہو سکتی ہے۔ اور انسان ترقی کر کے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی محبت ہو جاتی ہے۔ اور اس کو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لئے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی رہتی ہے۔ اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خداتعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)۔ یہ پہچان ہے جو بہت ہی ضروری ہے۔

ہر انسان کی مرضی ہمیشہ خدا کے موافق نہیں ہوا کرتی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عارفانہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی نمازوں کی پہچان کی چابی پکڑا دی اور خداتعالیٰ سے ذاتی محبت کی پہچان سمجھادی۔ فرمایا اس محبت کی پہچان یہ ہے کہ انسان کی مرضی خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو ہر عاشق سمجھ سکتا ہے جس نے کبھی بھی عشق کیا ہو۔ وہ چیزیں جو دوسروں میں اس کو بری لگتی ہیں اگر اپنے محبوب میں وہ چیز پائے تو ویسے ہی بننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی رضا کی نظر اس کی رضا کی نظر بن جاتی ہے۔ یہ تجربہ سچے عشاق ہی کو نصیب ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو محبت میں خامی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی پہچان یہ سمجھادی کہ آپ کی روزمرہ کی رضا ہمیشہ اس کے مطابق ہو۔ اگر مطابق ہوگی تو آپ کی ساری زندگی نماز بن جائے گی۔

نماز کی حالت میں اجنبیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ رضائے باری تعالیٰ آپ کی اپنی رضا بن گئی ہے اور اس رضا کا نام مقبول نماز ہے۔ اس پر آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ زندگی بھر

ارشاد نبویؐ

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652، 248-5222

رہائش- 243-0794، 27-0471

جس کو اپنے محبوب کی رضا پر چلنا آگیا ہو وہ اس کے سوا اور کیا چاہے گا۔ کیسے وہ چیزیں اس کی توجہ محبوب سے ہٹائیں گی جو دنیا کی مجبوریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں ہٹایا کرتیں۔ اگر بھوک لگتی ہے تو آپ کھانا کھائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کھانا کھانے کو جو حلال اور طیب ہے اللہ نے اپنی رضا کی چادر پہنادی ہے۔

اور اِیَّاکَ نَستَعِین کا مضمون اس طرح بھی سمجھ آجاتا ہے کہ ہماری بعض مادی خواہشات کو اللہ تعالیٰ نے کلیۃً نظر انداز نہیں فرمادیا کہ ایسے میرے لئے فقیر ہو جاؤ کہ تمہیں اپنی ذات کی کوئی ہوش ہی نہ رہے۔ ہماری ساری ذاتی زندگی کو خدا تعالیٰ اپنی محبت کے تابع پھر بحال فرمادیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اس طرح تم اپنی زندگی گزارو کہ تمہاری ساری زندگی میری رضا بن جائے اور لذت دوہری ہو جائے جو عام دنیا کے انسان کو اکیلی لذت کے طور پر محسوس ہوتی ہے۔ یہی نکتہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے بیوی کو لقمہ دینے کی مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے جسے میں بارہا آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی خدا کی خاطر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو یہ اس کی عبادت ہے یعنی نماز کی حالت میں سے اس وقت بھی باہر نہیں نکلتے۔ نماز میں سے اس وقت بھی باہر نہیں نکلتے اور وہ لذت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ ہر شخص جسے اپنی بیوی سے پیار ہو گا اگر محبت کے اظہار کے طور پر ان کے منہ میں لقمہ ڈالے گا اسے مزہ تو ضرور آئے گا۔ لیکن اگر یہ دیکھ رہا ہو، یہ جانتا ہو کہ اس وقت میرا محبوب اعلیٰ، حقیقی محبوب بھی مجھ پر پیار کی نظر ڈال رہا ہے تو دنیا والے کی لذت کے مقابل پر یہ لذت اندازہ کرو کہ کتنی بڑھ جائے گی۔

پس اپنی نمازوں کو سنواریں، جہاں تک ممکن ہے سنواریں۔ اس مضمون کو ہلکا نہ سمجھیں۔ اس میں بہت سی مشکل راہیں آئیں گی مگر خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ باقی مضمون میں انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

☆......☆......☆......☆ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

احمدی مستورات اور ہماری نوجوان نسل

(شمیم اختر اعظم۔ امریکہ)

موجودہ دور میں جبکہ اکثر دلوں پر حبِ دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے اور ہر قوم مادہ پرستی اور مادی ترقی میں مگن ہے ہم احمدی مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد باندھ رکھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور بنی نوع انسان کو اسلام سے روشناس کرنے اور راہ ہدایت پر لانے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مادیت یا مادہ پرستی وہ نظریہ ہے جس کے مطابق مادی یعنی دنیاوی ترقی و خوشحالی ہی انسانی زندگی کا حقیقی اور اعلیٰ مقصود و مدعا ہے۔ لہذا مادی منصوبوں اور مقاصد کو روحانی، دینی اور اخلاقی باتوں پر ترجیح دینا مادہ پرستی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الکہف میں ایسے لوگوں کا نقشہ یوں بیان فرمایا ہے:

"الذینَ ضَلَّ سَعیُهُم فی الحیوٰةِ الدنیا وَ هُم یَحسَبُونَ اَنهُم یُحسِنُونَ صُنعا"۔ (سورہ الکہف: ۱۰۵)

وہ لوگ جن کی تمام تر کوشش اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اسلام کی منفرد اور حسین تعلیم جو اسے دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام نے ہمارے روزمرہ زندگی کے معمولات، شادی بیاہ، اہل و عیال و رشتہ داروں سے سلوک، حلال روزی اور سچی محنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ یہ سب کاروبار اس کی رضا اور منشاء کے مطابق ہو۔

دوسرا حسین پہلو اسلام کی تعلیم کا یہ ہے کہ اسلام نے کسی چیز کو اپنی ذات میں اچھا یا برا قرار نہیں دیا۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ کوئی اچھی بات نہیں جس میں شر نہ ہو اور کوئی بری بات نہیں جس میں خیر نہ ہو۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو امارت بھی شر پیدا کر سکتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو غربت بھی کوئی شر پیدا نہیں کر سکتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب دولت دی تھی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے کئی صحابہ بڑے مال دار تھے مگر اس قدر مال و دولت انہیں خدا سے غافل نہ کر سکی اور نہ ان کے لئے شر کا موجب بنی۔

بالفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اسلام نے دنیاوی کاروبار سے الگ ہونے یا رہبانیت اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہر کام میں اپنی ذاتی اغراض و جذبات کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی رضا کو مقصود و مقدم رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نہ تو ہمیں دنیا کے کسب و حرفت سے روکتا ہے اور نہ ہی اسلام ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم دنیا کے کاروبار بیوی بچوں یا خاوند سے الگ ہو جائیں۔ اسلام کا منشاء جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا ہے فقط یہ ہے کہ ہم رو بخدا بنیں اور رو بدنیا نہ بنیں اور دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھیں۔ اسلام کے اس فلسفہ کو سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اسے اپنی آئندہ نسلوں میں رائج کرنا ہم احمدی مستورات کا اولین فرض ہے اور یہ فرض انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔

معاشرہ کا ہر فرد شعوری یا غیر شعوری طور پر دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کا اثر قبول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور تعاونوا علی البرّ والتقویٰ کو افراد کی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے خاندان، محلہ، شہر، ملک و قوم کے مجموعی تقویٰ سے وابستہ قرار دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ افراد کے تقویٰ کو تقویت اور ثبات خاندان، ملک اور اقوام کے مجموعی تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ ہماری اعلیٰ دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار اور روایات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ہی ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی ہیں۔ جب تک پرانی نسل کو نئی نسل کا احترام اور اعتماد حاصل رہے یہ عمل کامیابی سے جاری رہتا ہے لیکن اگر پرانی نسل اس مقام سے گر جائے اور اس کے اور نئی نسل کے درمیان بُعد حائل ہو جائے تو یہ عمل رک جاتا ہے اور پھر اس کو بحال کرنا ناممکن نہیں تو صبر آزما ضرور ہو جاتا ہے۔ لہذا احمدی مستورات کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی سختی سے نگرانی کریں کہ ان کے اور نئی نسل کے درمیان کسی قسم کا بُعد یا دوری حائل نہ ہونے پائے۔ اس ضمن میں انہیں چند باتیں ہمیشہ مد نظر رکھنی چاہئیں۔

اول یہ کہ ان کے قول و فعل کا کوئی تضاد ان سے متعلق نئی نسل کے حُسنِ ظن کو پامال نہ کرنے پائے۔ انسانی طبائع اس قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ وہ صرف قول سے متاثر نہیں ہوتیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ دوسرے اگر قول ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو آہستہ آہستہ قول بھی نہیں رہتا کیونکہ قول پر عمل کے فقدان سے نہایت اعلیٰ اقدار و تعلیمات نوجوانوں کی نظر میں ایک منافقانہ اور ناپسندیدہ فعل بن جاتا ہے۔

دوم دورنگی اور مداہنت نوجوانوں میں ذہنی انتشار پیدا کرتی ہیں اور بے علمی یا ناقص علم اور حالات حاضرہ اور جدید مسائل و رجحانات سے بے خبری ان کے تشخص کو نئی نسل کے لئے بدنما، غیر جاذب اور بے اثر بناتی ہے۔

سوم عیب نمائی، ترش روئی اور نکتہ چینی نوجوان نسل کی خود اعتمادی کو ٹھیس پہنچاتی اور بغاوت و ضرر کو جنم دیتی ہے۔ اور انہیں پرانی نسل سے بیزار اور دور لے جانے کا باعث بنتی ہے۔ اسلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اعمال کی طرف سبقت کی جائے اور غضبناک، عیب جو اور معترض واعظ کی بجائے خندہ پیشانی، خلوص اور سچی ہمدردی سے ان کے دل جیتے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر طبقہ اور عمر کے بچے اور بچیوں سے بات کرنے کا ڈھنگ سیکھا جائے۔

آئیے اب ہم سب بلا تخصیص عمر اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ روزمرہ معمولات زندگی میں ہم اپنی نئی پود کو کس قسم کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔ کیا ہم واقعی رُو بخدا ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہیں؟ کیا ہمیں اپنی نئی نسل کا حقیقی احترام اور اعتماد حاصل ہے؟ آئیے ہم سب اپنی ذات کا چند سوالات کے آئینہ میں جائزہ لیں۔

دعا انسان کی نہاں در نہاں خواہشوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دعا کے لئے انسان کو اپنے خیال اور دل کو ٹٹولنا چاہئے کہ آیا اس کا میلان دنیا کی طرف ہے یا دین کی طرف۔ یعنی کثرت سے وہ دعائیں دنیاوی آسائش کے لئے ہیں یا دین کی خدمت کے لئے۔ پس اگر معلوم ہو کہ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اسے دنیاوی افکار ہی لاحق ہیں اور دین مقصود نہیں تو اسے اپنی حالت پر رونا چاہئے"۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۱۷)

☆...... کیا آپ اپنی دنیا کے ساتھ ہی آخرت کے لئے بھی دعا مانگتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ کی دعاؤں میں تائید اسلام اور شوکت و جلال محمدیؐ کے ظہور کے لئے دعا ضرور شامل ہوتی ہے؟۔

☆...... کیا آپ اپنے دل اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بکثرت تر رکھتی ہیں اور کیا آپ کو روزمرہ زندگی کے مختلف مواقع کے لئے مسنون دعائیں یاد ہیں؟

☆...... کیا آپ روزانہ نماز فجر کے بعد ایک مقررہ حصہ قرآن مجید کا باترجمہ و تفسیر ضرور تلاوت کرتی ہیں، اس نیت سے کہ میں اس کتاب کو اپنا راہنما بنانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے پڑھتی ہوں؟

☆...... کیا آنحضرت ﷺ کی احادیث اور جس قدر ممکن ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ ہمیشہ پاک و طیب مال خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہیں اور جماعت کے چندے باشرح ادا کرتی ہیں؟

☆...... کیا جب والدین، اولاد، خاوند اور برادری کا خدا تعالیٰ کے احکام سے مقابلہ پڑے تو آپ اپنے خدا کو مقدم رکھتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ غیر اقوام کے غیر اسلامی فیشن اور رسم و رواج اختیار کرنے سے پرہیز کرتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ کے گھر میں حسب موقع بسم اللہ، جزاک اللہ، انشاء اللہ، ماشاء اللہ، اناللہ اور السلام علیکم کہنے کا رواج ہے؟

☆...... کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں اور پردہ کی روح کی حفاظت کا خیال رکھتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کا رعب آپ کی نیکی کی وجہ سے ہے؟ ☆...... کیا آپ صرف دولت کی وجہ سے کسی کی تعظیم کرتی ہیں یا کسی عہدہ کی وجہ سے ان سے ملاقات کرنے جاتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ ہر محفل میں زیور، ملبوسات اور گھریلو آسائش و سامان کو ہی موضوع سخن بنانا پسند کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے شوہر سے اس کی حیثیت سے بڑھ کر مانگتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے مہمان کے لئے حد سے زیادہ تکلف کرتی ہیں اور سادگی کی بجائے نمود و نمائش کو پسند کرتی ہیں؟۔

☆...... کیا آپ اپنے قصور اور غلطی کا جلد اعتراف کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ لوگوں کی تضحیک کرنے، غیبت سننے اور غیبت کرنے اور کان رسی سے بچتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ دوسروں کے عیب اور کمزوریاں سن کر خوش ہوتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کسی کا معمولی تحفہ قبول کرنے میں پس و پیش کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ لباس کی بناء پر کسی کو عالم، جاہل یا مدبر و عقلمند سمجھتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ دین اور دین کی باتوں پر ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کی صحبت سے بچتی ہیں اور دین کے لئے غیرت کا اظہار بلا خوف و خطر کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کی گواہی ہر لحاظ سے کامل طور پر سچی ہوتی ہے۔ کیا آپ قول سدید کی عادی ہیں؟۔

☆...... کیا آپ طعنے، طنز یا دوسروں کے عیب کا کھوج لگانے کی عادی ہیں یا ہنسی ہنسی میں جھوٹ بولتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے خاندان اور جماعت میں تفرقہ کا موجب بننے سے ڈرتی ہیں؟

☆...... کیا آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور دیگر خطبات باقاعدگی سے سنتی ہیں اور آپ کے ہر فرمان کی حتی المقدور اطاعت کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کبھی دوسروں کی دلآزاری کا موجب ہوتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کو ہمیشہ غیر اقوام کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے موقعہ کی تلاش رہتی ہے؟۔ ☆...... کیا آپ کام سے بچنے کے لئے بہانہ کرتی ہیں یا ہر کام جو آپ کو سونپا جائے اسے محنت سلیقے اور شوق اور دیانت سے کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کا سلوک اپنے بیٹے اور بیٹی سے مساوی ہے؟۔ ☆...... کیا آپ ہمیشہ اس بات سے ڈرتی ہیں کہ آپ کا کوئی فعل یا قول کسی کی ٹھوکر کا باعث نہ بنے؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے بچوں کو مروجہ علوم سکھانے کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنے کا اہتمام کرتی ہیں تاکہ ان کے دین کا قلعہ مضبوط ہو؟۔ ☆...... کیا آپ اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے رب سے اسی طرح بے تکلفی سے باتیں کرتی ہیں جس طرح اپنی سہیلیوں سے کرتی ہیں؟۔ ☆...... اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو بتادیا تھا کہ اگر تم اپنی پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کا غلبہ نزدیک آسکتا ہے۔ کیا آپ کو یہ فرمان یاد ہے؟ اور کیا آپ ہمیشہ اسے اپنے پیش نظر رکھتی ہیں؟

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو اور اسلام میں داخل ہونے والے ہر فرد کو ایسے مومن بنائے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہو۔ جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہوں اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں۔ جو اس کے ہر حکم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں اور راہ مولا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ آمین

ثم آمین۔ ☆......☆......☆

حضرت مصلح موعود اور تربیت اولاد

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرحوم ربوہ

انسانی زندگی کے بے شمار پہلو ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود تو جامع صفات حسنہ تھے۔ اس عاجز کو حضرت مصلح موعود کے ساتھ ایک لمبا وقت گزارنے کی جو سعادت حاصل ہوئے وہ تو ایک طویل داستان ہے۔ میں صرف ایک پہلو پر اپنے ذاتی تاثرات بیان کرتا ہوں۔ یعنی تربیت اولاد۔ میری عمر ابھی بہت چھوٹی تھی جبکہ میرا تاثر تھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اپنے بچوں کی خاص تربیت کا بہت خیال تھا۔ اگرچہ آپ کے روز و شب دین کی خدمت اور جماعت کی تربیت میں گزرتے تھے پھر بھی جو تھوڑا سا وقت آپ کا اولاد کے ساتھ گزرتا تھا اس میں آپ ہر پہلو سے ان کی تربیت فرماتے تھے۔ اور تربیت کا انداز ایسا تھا کہ سختی اور مار پیٹ ہرگز نہ تھی مگر آپ بڑی کڑی نظر رکھتے۔ ہاں اگر کوئی بچہ آپ کے کسی حکم کو واضح نظر انداز کرتا تھا تو آپ سزا بھی دیتے تھے۔ آپ کو خاص طور پر اس بات کا بے حد فکر تھا کہ آپ کے لڑکے نماز باجماعت ادا کریں۔ نمازوں کے اوقات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی مسجد مبارک کی طرف تشریف لے جاتے اور یہ عاجز (جس کی اس وقت عمر سات آٹھ سال کی تھی) اپنی والدہ حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کے صحن یا کمرے میں ہوتا تو حضرت مصلح موعود اپنی نیم وا آنکھوں سے دیکھتے اور صرف اتنا فرماتے کہ میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ خاکسار جواباً عرض کرتا کہ میں بھی تیار ہوں اور پھر مسجد مبارک چلا جاتا۔ کم عمری میں بعض اوقات خاکسار کو دھیان نہ رہتا اور مسجد مبارک میں نماز ادا کرنے نہ جاتا تو جب حضرت مصلح موعود نماز باجماعت کے بعد سیدہ ام ناصر صاحبہ کے صحن سے گزرتے اور مجھے دیکھتے تو فرماتے کہ میں نماز پڑھا کر آرہا ہوں تم نماز باجماعت میں کیوں شامل نہیں ہوئے۔ اتنا فرماتے اور گزر جاتے اور خاکسار کے دل میں اس قدر ندامت ہوتی کہ پھر نماز کے اوقات کو یاد رکھتا۔

نماز باجماعت کے سلسلہ میں ایک بڑی واضح بات خاکسار کو یاد ہے۔ غالباً ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے گرمیوں میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پالم پور پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے وہاں جو جگہ رہائش کیلئے کرایہ پر لی گئی تھی وہ ایک بیرک نما عمارت تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا برآمدہ بھی تھا۔ اس عمارت کے ۵ یا چھ کمرے حضور نے اپنے اہل خانہ کیلئے رکھے۔ ان سے ملحق دو کمرے اپنے لڑکوں کیلئے رکھے۔ ان سے ملحق ایک کمرہ نماز باجماعت کیلئے تھا۔ پھر چند کمرے حضور کے دفتر کے کارکنان کیلئے تھے۔ اس وقت یہ عاجز ٹائیفائیڈ بخار سے کافی بیمار تھا۔ ٹمپریچر ۱۰۰ درجہ فارن ہائیٹ تک ہو جاتا تھا۔ حضور جب بھی نماز پڑھانے جاتے تو واپسی پر ازراہ شفقت اس عاجز کے کمرے میں تشریف لاتے اور کچھ دیر ٹھہر کر خاکسار کا حال دریافت فرماتے۔ ان دنوں کرنل نصر اللہ خان صاحب (جو محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مرحوم کے برادر نسبتی ہیں) پالم پور آئے ہوئے تھے۔ ایک دن وہ میری مزاج پرسی کیلئے آئے ہوئے تھے کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہر کی نماز پڑھانے کیلئے میرے کمرے کے سامنے سے گزرے اور نماز سے فارغ ہو کر واپسی پر میرے کمرے میں تشریف لائے اور جب مکرم کرنل نصر اللہ خان صاحب کو وہاں دیکھا تو فرمانے لگے کہ تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں نماز پڑھانے جا رہا ہوں تو تم کیوں نماز باجماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ اس پر کرنل نصر اللہ خان صاحب نے جواب دیا کہ حضور! میرے کپڑے مناسب نہ تھے۔ (انہوں نے اس وقت نکر پہن رکھی تھی اور گھٹنے ننگے تھے) کرنل نصر اللہ خان صاحب کے اس جواب پر حضور کے لہجہ میں کچھ سختی اور کچھ صدمہ تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر باجماعت نماز شروع ہو جائے تو تمہارے کپڑے خواہ نجاست سے لت پت کیوں نہ ہوں تم اسی حالت میں باجماعت نماز میں شامل ہو جاؤ۔ اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں پر ادبار ہی تب آیا جب انہوں نے نماز باجماعت کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔ یہ کہہ کر حضور تشریف لے گئے۔ اس واقعہ سے نماز باجماعت (سوائے اشد معذوری کے) کی کس قدر اہمیت پتہ لگتی ہے۔ کاش ہماری نسلیں اس اہمیت کو دل سے پہچان جائیں اور اس پر عمل کریں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ بہت ہی سادہ زندگی گزارتے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو سب کچھ دیا تھا آپ اپنی اولاد کو بھی سادہ زندگی گزارتے دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ قناعت کے ہر پہلو پر سختی سے کاربند تھے اور اپنی اولاد کو بھی پوری طرح قناعت پر عامل دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کا ایک واقعہ تو مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا طریق تھا کہ جب کھانا کھانے بیٹھتیں تو اگر خاندان کا کوئی بچہ قریب ہوتا تو اس کو بھی بلا کر ساتھ بٹھا لیتیں۔ حضرت اماں جان کی اکیلی جان تھی صرف ایک یا دو قسم کا کھانا ہوتا مگر ہوتا اچھی قسم کا تھا۔ ایک دفعہ حضرت اماں جان نے اس عاجز کو بلا لیا کہ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں۔ اس اثناء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر کمرے کے سامنے سے ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھا چہرے پر چند شکن پڑے اور چلے گئے۔ بعد میں مجھے بلا کر کہا کہ تم حضرت اماں جان کے ساتھ کھانا کیوں کھا رہے تھے۔ صرف اس لئے کہ وہاں کھانا اچھی قسم کا ہوتا ہے۔ اماں جان میری والدہ ہیں مگر تم اس لئے ان کے ساتھ کھانے بیٹھے کہ کھانا اچھا ہو گا آئندہ تم نے وہاں کھانا نہیں کھانا جو بھی اچھا خراب ام ناصر یعنی تمہاری والدہ کے گھر میں پکے وہی کھانا ہے اور قناعت کرنی

حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ بچے اگر کہیں باہر جانا چاہیں تو حضور سے اجازت لے کر جائیں۔ ایک دفعہ حضرت عمو صاحب (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) نے خاکسار اور بھائی مبارک احمد سے کہا کہ میں لاہور جا رہا ہوں نہر تک تم دونوں میرے ساتھ چلو نہر سے ایک تانگہ واپس آئے گا تم اس میں آجانا اور میں ایک بڑی عمر کا مرد تمہارے ساتھ کر دونگا۔ ہم نے حامی بھر لی اور حضرت ابا جان سے اجازت حاصل نہ کی۔ ہمارے جانے کے بعد ہماری ڈھنڈیا پٹی کہ کہاں گئے اور کافی شور اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ ہم جب واپس لوٹے تو حضور نے ہم دونوں کو بلایا کہ تم کس کی اجازت سے اور کیوں گئے تھے۔ ہم دونوں جواب کیا دیتے خاموش ہو رہے۔ اس وقت خاکسار کی عمر چھ سال کے لگ بھگ تھی اور بھائی مبارک احمد کی دس گیارہ سال۔ جب ہم خاموش رہے تو حضرت مصلح موعود نے خاکسار کو حضرت امی جان کے گھر کے دالان کے کونے میں دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا کر دیا اور بھائی مبارک احمد کی پنڈلیوں پر اپنی چھڑی سے چند ضربیں لگائیں اور ہمیں آئندہ کیلئے سبق حاصل ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے بچے میں بھی وقار اور اوصاف حمیدہ دیکھنا چاہتے تھے۔ جب کبھی ننگے سر (خواہ گھر میں ہی ہوں) دیکھتے تو آرام سے نصیحت کرتے کہ بزرگوں کے سامنے ننگے سر نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں کبھی بھی حضور کے سامنے ننگے سر نہیں گیا۔ جب بچے کچھ شعور کو پہنچتے تو حضور ان کو پانچ روپے ماہانہ جیب خرچ دیا کرتے اور ہمیں اسی میں سے اپنے کپڑے وغیرہ بنوانے ہوتے۔ ایک دفعہ میرا دل چاہا کہ میں نصف آستینوں کی قمیض سلواؤں چنانچہ جب قمیض سل کر آئی اور میں نے پہنی تو اس دن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری میری والدہ سیدہ ام ناصر صاحبہ کے گھر تھی۔ اور حضور کا دستور تھا کہ جس زوجہ محترمہ کے گھر باری ہوتی کھانا ان کے اور ان کے بچوں کے ساتھ کھاتے۔ چوکی پر کھانا رکھ کر اردگرد زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا تھا۔ چوکی کے لمبے رخ پر حضور بیٹھے اور حضور کی دائیں طرف امی جان بیٹھیں اور یہ عاجز چوکی کی چھوٹی طرف دائیں سمت بیٹھا۔ حضور کھانے کھانے میں مصروف ہو گئے۔ میں اکثر وقت حضور کی طرف ہی دیکھتا رہا اور مجھے معلوم نہیں کس وقت حضور نے نیم وا آنکھ سے خاکسار کی طرف دیکھا اور فرمایا منور! بڑوں کے سامنے ننگی باہیں نہیں کیا کرتے۔ حضور کے ارشاد کا مجھ پر شدید رد عمل ہوا مگر نہ تو میں اٹھ سکتا تھا اور نہ بازو ڈھانک سکتا تھا۔ کیونکہ آستینیں ہی چھوٹی تھیں دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں دفن ہو جاؤں پھر اس کے بعد سے میں کبھی بھی حضور اور بڑوں کے سامنے ننگی باہیں لے کر نہیں گیا۔ حضرت مصلح موعود کا تربیت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ کے بچے ایک دوسرے کو ناموں سے نہیں بلکہ رشتوں سے پکاریں۔ ہم بچے کھیلتے تھے تو میری ہمشیرہ امۃ القیوم بھی ساتھ کھیلتی تھیں۔ وہ عمر میں مجھ سے غالباً ایک سال ہی بڑی ہیں۔ ان کو بچپن میں سب بڑے "قومی" کہہ کر پکارتے تھے۔ مجھے بھی اس کی عادت پڑ گئی۔ مگر جب کبھی ہم کھیلتے ہوتے اور میں ہمشیرہ کو قومی کہتا اور اتفاق سے حضرت مصلح موعود کا گزر وہاں سے ہو جاتا تو حضور خاکسار کو زور سے فرماتے کہ تم نے بڑی بہن کا نام لیا ہے باجی کہا کرو یہ واقعہ کئی بار ہوا۔ کیونکہ عمر چھوٹی تھی اور زبان پر چڑھ گیا تھا للہذا میرے منہ سے "قومی" کا لفظ جاتے جاتے ہی گیا اور باجی کا لفظ آتے آتے ہی آیا حضرت مصلح موعود بچوں کو وعدہ کی پابندی کا احساس دلاتے رہتے تھے۔ حضور کا ایک عرصہ تک معمول تھا کہ قادیان میں جلسہ سالانہ کے ڈیڑھ ماہ سخت کام کے بعد جنوری کے آخر میں پھیرو چچی (جو قادیان سے جانب مشرق دریائے بیاس کے کنارے تھا) شکار کی غرض سے تشریف لے جاتے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے تو حضور نے ہم تینوں بڑے بیٹوں کو بھی چند دن کیلئے شکار کی خاطر بلوا لیا۔ ہم وہاں پہنچے تو غالباً اگلے دن ہمیں محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ تمام دن شکار کھیلتے رہے۔ شام چار بجے کشتی سے اتر کر گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ہمارے پیچھے سے مگھوں (یہ مرغابی سے بہت بڑا آبی جانور ہے جس کو انگریزی میں Geese کہتے ہیں کی ایک ڈار آرہی تھی اور اس کی فضاء میں بلندی اتنی تھی کہ کامیاب فائر ہو سکتا تھا مکرم ڈاکٹر صاحب نے فوراً پیچھے مڑ کر ان پر فائر کیا اور دو مگھ گرائے۔ میری عمر اس وقت چھ سات سال کی ہو گی۔ میں اس طرح دو مگھ گرتے دیکھ کر اس قدر خوش ہوا کہ میں نے فوراً کہا ڈاکٹر صاحب آپ کو دو پیسے انعام دونگا۔ ہم جب گاؤں واپس پہنچے تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے حضور کی خدمت میں سب واقعہ بیان کر چکے تو حضرت مصلح نے اسی وقت خاکسار سے پوچھا کہ کیا تم نے وعدہ پورا کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس دو پیسے نہیں ہیں۔ حضور نے اسی وقت اپنی جیب سے دو پیسے نکال کر مجھے دیئے لو یہ ڈاکٹر صاحب کو ادا کرو۔ (ماخوذ از ماہنامہ خالد ربوہ فروری ۸۸ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تبلیغی مہمات

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

قرآن مجید میں تبلیغ کرنے کا ارشاد :

اللہ تعالیٰ نے قرآمجید میں آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔(سورہ مائدہ: ۶۷)

ترجمہ: اے رسول جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا ہے اور جو تعلیم ہم نے تجھے دی ہے تو اس کی عام تبلیغ کر اور لوگوں کو یہ احکام کھول کر سنادے (اصل اور اہم کام یہی ہے) اگر یہ کام نہ ہو تو اس صورت میں تو خدا کا پیغام پہنچانے والا نہیں ہوگا"

پس اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ تبلیغ اسلام سب سے بڑا اور اہم کام ہے اور ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے متعلق ہر ممکن کوشش کرے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں نے اس کام کو ترک کر دیا تھا اور وہ اسلام کی تعلیم اور اس کی تبلیغ سے بالکل بیگانہ ہو رہے تھے، ایسے وقت خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کو اپنے وعدہ کے مطابق مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ ایک ایسی جماعت کو قائم کیا جو ہر وقت تبلیغ اسلام میں مصروف ہے، اور تھوڑے سے عرصہ میں اس جماعت نے تبلیغ کے ذریعہ دنیا میں ایک ہلچل ڈال دی ہے اور دنیا کے کونہ کونہ میں خدا کے پیغام کو پہنچادیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے عہد سعادت میں تبلیغ میں وسعت :

اگرچہ تبلیغ کا کام حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا، لیکن یہ کام خصوصیت کے ساتھ بہت وسیع پیمانہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو اس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کیا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" خلافت ثانیہ کے دور میں نہایت آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہوا پھر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی لوگوں نے پورا ہوتے دیکھ لیا جو اس نے بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ اس خلیفہ موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ :

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"
(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

چنانچہ یہ عظیم بشارت حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت زمانہ میں حرف بحرف اور لفظ بلفظ پوری ہوئی اور اللہ کے فضل سے آپؓ نے تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کا ایک جال بچھا دیا جہاں ہندوستان میں سینکڑوں مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں تھیں وہاں بیرونی ممالک میں بھی متعدد مقامات پر آپؓ نے تبلیغی مشن قائم کر دیئے تھے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ اور خدمت اسلام کی تڑپ :

جب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا محمودؓ پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ انکشاف فرمایا کہ آپؓ ہی وہ موعود فرزند ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خدمتِ اسلام اور اشاعتِ دین کا شاندار کام لے گا۔

چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جب آپؓ خلافت ثانیہ کے روحانی تخت پر متمکن ہوئے تو آپؓ نے خدمت اسلام کیلئے اپنی تبلیغی تڑپ کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا۔

"میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دُعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو، میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے۔ مَیں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دُعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو، پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو کہ جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں.... غرض اس جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دُعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں" (منصب خلافت، صفحہ ۱۴)

چنانچہ آپؓ کے دور میں بڑی شدت سے اندرونی و بیرونی فتنے سامنے آئے ان سب کا قلع قمع کرنے اور فرصت پانے کے بعد آپؓ کی توجہ سب سے پہلے جماعت کے تبلیغی کام کو وسیع کرنے کی طرف مبذول ہوئی۔

دنیا کو چیلنج :

آپ نے فرمایا:

"خدا نے مجھے اس غرض کیلئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد صلعم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کرلے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کیلئے متحد ہو جائیں پھر بھی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی۔ اور خدا میری دُعاؤں اور تدبیروں کے سامنے اُن کے منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے رسول کریم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اُس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک کہ اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد صلعم کو پھر دنیا کا نبی تسلیم نہ کیا جائے" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

حضرت سیدنا محمودؓ کا عہد خلافت نصف صدی سے زائد عرصہ پر مشتمل ہے اس عرصہ میں آپؓ نے اپنے خطبات۔ تقاریر تصانیف اور اندرونِ ہند و بیرونِ ممالک میں تبلیغی دوروں کے ذریعہ ہر ممکن کوشش کی کہ فضائل اسلام اور محاسن قرآن کو دنیا پر واضح کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تبلیغی تڑپ کی ایک زوردار ایمان افروز آواز

جماعت احمدیہ کے ایک جلسہ سالانہ میں آپؓ نے فرمایا۔ "اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو خدا نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرناء میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے اسی غرض کیلئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے۔ اور اسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ محمد رسول اللہ کا تخت جو آج مسیح نے چھینا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو۔ اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین۔

آپؓ کے عہد میں حیرت انگیز رنگ میں جماعت کے تبلیغی مشنوں نے ترقی کی۔ آپؓ نے سب سے پہلے قرآنی علوم کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ ۱۹۱۵ء میں پہلے پارہ کی اردو اور انگریزی تفسیر تیار کر کے شائع کی گئی جس نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ یورپ کے علم دوست حلقہ میں بھی ہلچل پیدا کر دی حتیٰ کہ یورپین مستشرق مشہور عیسائی نے رسالہ مسلم ورلڈ میں اس تفسیر پر ریویو کرتے ہوئے لکھا کہ احمدیت کا لٹریچر کا مطالعہ ہی اس بات کا اندازہ کرنے میں مدد دے سکتا ہے کہ مذاہب کے موجودہ جنگ میں اسلام اور مسیحیت میں سے کون غالب آنے والا ہے۔ مسلم ورلڈ اپریل ۱۹۱۶ء

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

بانی سلسلہ احمدیہ کی انتہائی خواہش :

آپؑ کی خواہش اور اہم مقصد یہ تھا کہ مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کا کام ہو آپؑ کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی کہ اسلام کا خوبصورت چہرہ اور اس کی پاک تعلیم تمام دنیا میں ظاہر ہو۔ آپ کی مختلف کتب میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے

چنانچہ آپ فرماتے ہیں اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ مغربی ممالک جو قدیم سے ظلمت و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ تذکرہ صفحہ ۱۸۶

فرماتے ہیں اس نازک وقت میں ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اُٹھا اور چاہتا ہے کہ اسلام کا خوبصورت چہرہ تمام دنیا پر ظاہر کرے اور اس کی راہیں مغربی ملکوں کی طرف کھولے۔ (ازالہ اوہام)

خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جذبہ حضرت مصلح موعودؓ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ آپؓ کے دور میں سب سے پہلے لنڈن مشن کو منظم صورت میں چلایا گیا۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

لنڈن مشن :

اس مشن کی اہمیت کی ایک بات یہ ہے کہ ۱۹۲۴ء میں آپؓ نے بعض احباب کے ساتھ یورپ کا سفر اختیار کیا اور اپنے دست مبارک سے

لنڈن کی مسجد کی بنیاد رکھی اور اللہ کے فضل سے تب سے لیکر اب تک تثلیث کے اس بہت بڑے شہر میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہو رہی ہے اور خدا کے فضل سے ہزاروں لوگ جن میں انگریز بھی شامل ہیں اس مشن کے ذریعہ مسلمان ہو چکے ہیں اُس وقت لندن میں ایک کانفرنس بھی ہوئی تھی جس میں حضور نے حصہ لیا اور تقریر کی چنانچہ آپ کے مضمون کی اس قدر مقبولیت ہوئی کہ لندن کے تمام مشہور اخبارات مثلاً "ٹائمز" مارننگ پوسٹ" ڈیلی ٹیلیگراف "ڈیلی نیوز" وغیرہ نے اس مضمون کا اپنے کالموں میں خلاصہ نقل کیا اور بہت تعریف کی منتظمین کانفرنس اور لنڈن کے مشہور پادری ڈاکٹر والٹرورش نے کہا۔ اس کانفرنس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور یہی وہ غرض تھی جس کو لیکر احمدیہ جماعت کے امام یہاں تشریف لائے تھے"۔

اس سفر کی اس قدر شہرت ہوئی کہ آناً فاناً تمام یورپ امریکہ کے اخبارات میں حالات اور تصاویر شائع ہوئے اور یہ وفد انگلستان کی توجہ کا مرکز بنا رہا جس سے سلسلہ احمدیہ کی وہ شہرت عظمت ہوئی کہ جو کروڑوں روپیہ کے صرف کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

امریکہ میں مشن:

امریکہ میں احمدیہ مشن حضرت مصلح موعودؓ کی ایک پیشگوئی کا نہایت شاندار ظہور اور دین حق زندہ مذہب ہونے کا ایک چمکتا نشان ہے جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

حضورؓ کے دور میں جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ میں مشن کا افتتاح کرنے کی غرض سے امریکہ کے ساحل پر اترے تو وہاں کی گورنمنٹ نے ان پر پابندی عائد کر دی۔

جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو بعض متعصب فرقہ پرستوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے۔ اُس وقت حضور نے سیالکوٹ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے نہایت واشگاف الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ۔

"ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھیج دیا ہے جسے تاحال تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے ارد گرد علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں سے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔

(الفضل ۱۵/ اپریل ۱۹۲۰)

چنانچہ یہی کچھ عرصہ بعد وہاں کی حکومت کو روحانی حکومت کے سامنے جھکنا پڑا اور ۱۹۱۹ء میں مشن کا اجراء ہوا یہاں بہت سی جماعتیں قائم ہوئیں سینکڑوں لوگ اسلام اور احمدیت میں داخل ہوئے وہاں ایک سکول بھی جاری ہے۔

آسمان پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

کا ایک جیتا جاگتا ثبوت نائیجریا ہے۔

نائیجریا (مغربی افریقہ) میں مشن کا قیام

آپؓ کے دور میں نائجیریا میں باقاعدہ اور منظم طور پر ۱۹۲۱ء میں احمدیہ مسلم مشن جاری کیا گیا۔ اس مشن سے بہت ترقی ہوئی اور ہزاروں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس جگہ مسجد کے علاوہ احمدیہ سکول بھی کھولا گیا جس میں گورنمنٹ نے بھی مالی امداد کی یہاں خواب کی بنا پر بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس مشن کے متعلق ڈاکٹر زویمر مشہور امریکن پادری نے لکھا ہے۔ جائے تعجب نہیں کہ سنوسیہ جیسے مسلمانوں کے قدیم فرقے جو یورپین طاقت سے کھلے جنگ کے حامی تھے ایک ایک کر کے میدان سے ہٹ گئے ہیں اور ان کی جگہ فرقہ احمدیہ لے رہا ہے جس نے لیگوس کے مرکز سے تمام فرانسیسی مغربی افریقہ پر اثر جما لیا ہے؟ منقول از اخبار الفضل ۳/ فروری ۱۹۳۵ء گولڈ کوسٹ۔ مغربی افریقہ کا مشن ۱۹۲۳ء اور دارالتبلیغ ماریشس ۱۹۱۵ء میں قائم کیا گیا۔

مصر و فلسطین میں مشن

مصر میں باقاعدہ مشن ۱۹۲۵ء میں قائم ہوا حضرت خلیفہ ثانیؓ جب یورپ تشریف لے گئے تھے اُس وقت راستے میں دمشق میں بھی قیام فرمایا ان ممالک میں بھی آپ کی آمد سے کافی شور ہوا اور لوگوں میں کافی توجہ پیدا ہوئی گو ایک طبقہ میں مخالفت بھی ہوئی فلسطین کے مفتی اعظم نے آپ کے اعزاز میں ایک دعوت دی اور ایک دعوت فلسطین کے ہائی کمشنر نے بھی دی اُس موقع پر ایک طبقہ نے دینی لحاظ سے مخالفت بھی کی چنانچہ دمشق کے ایک مشہور ادیب نے آپ سے یہاں تک کہا کہ ایک جماعت کے معزز امام ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کا اکرام کرتے ہیں مگر آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان علاقوں میں کوئی شخص آپ کے خیالات سے متاثر ہوگا کیونکہ ہم عربی لوگ عرب نسل کے ہیں اور عربی ہماری مادری زبان ہے اور کوئی ہندی خواہ کیسا ہی عالم ہو ہم سے زیادہ قرآن وحدیث کے معنی سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ آپؓ نے یہ گفتگو سن کر اس کے خیال کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ مبلغ تو ہم نے آہستہ آہستہ ساری دنیا میں ہی بھیجنے ہیں مگر اب ہندوستان واپس جانے پر میرا پہلا کام یہ ہوگا کہ آپ کے ملک میں مبلغ روانہ کروں اور دیکھوں کہ خدائی جھنڈے کے علمبرداروں کے سامنے آپ کا کیا دم خم ہے۔ چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا کہ ولایت سے واپسی پر فوراً دمشق میں ایک دارالتبلیغ قائم کر دیا اور خدا کے فضل سے اب شام فلسطین تینوں میں احمدی پائے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

سماٹرا مشن ۱۹۲۵ء میں جاری کیا گیا۔ اس علاقہ میں متعدد جماعتیں اس وقت سے قائم ہیں۔ جاوا مشن: ۱۹۳۱ء سے جاری ہے۔ نیروبی مشن (مشرقی افریقہ) ۱۹۳۴ء میں قائم کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں احرار کی طرف سے جماعت کے خلاف جو مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی تھی اس کا اثر یہاں پر بھی ہوا۔ اور ایک احراری مولوی اس علاقہ میں بلایا گیا اس وقت عارضی طور پر جماعت کی طرف سے مشن کھولا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصہ کے بعد احراری مولوی ناکام و نامراد واپس ہندوستان آگیا اور جماعتی مشن مستقل طور پر کھولا گیا۔

تحریک جدید کے ماتحت تبلیغ بیرون ہند

۱۹۳۴ء کے شروع میں احرار نے مرکز احمدیہ میں چند کارکن بھجوا کر اپنا دفتر قائم کیا اور فتنہ کی آگ جلا کر اُسے ہوا دینے لگے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک متحدہ یورش کی اور مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ اب جماعت احمدیہ کو مٹا کر ہی دم لیا جائے گا۔ اس ناپاک مقصد کیلئے انہوں نے تمام جائز ناجائز وسائل کو اختیار کیا لیکن اللہ کے فضل اور حضرت خلیفہ ثانیؓ کی راہنمائی کی برکت سے دشمن جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا حضورؓ کی حسن تدبیر سے ایک طرف تو احرار ناکام نامراد ہوئے تو دوسری طرف جماعت احمدیہ نے ایک قلیل عرصہ میں حیرت انگیز ترقی کی اور حضورؓ نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے اس موقعہ پر جماعت کی ترقی کیلئے ایک سکیم تجویز فرمائی جسے تحریک جدید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس تحریک کے ماتحت بھی ہندوستان اور غیر ممالک میں بہت سے تبلیغی مرکز قائم ہوئے ہیں بیرونی ممالک میں جو مشن اس کے ماتحت قائم ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ جاپان۔ سنگاپور۔ ارجنٹائن۔ یوگوسلادیہ۔ اٹلی۔ اسپین۔ البانیہ اور پولینڈ۔ ۱۹ مطالبات حضورؓ نے پیش فرمائے تھے جن کو جماعت کے افراد نے تسلیم کیا اور اُس کی وجہ سے شاندار نتائج پیدا ہوئے۔

سپین میں دینی حق کا پرچم لہرانے کی پیشگوئی

حضرت خلیفہ ثانیؓ فرماتے ہیں۔

"وہ دن دور نہیں جب اس جرنیل (عبد العزیز ناقل) کے خون کے قطروں کی پکار اس کی جنگلوں میں چلانے والی روح اپنی کشش دکھائے گی اور سچے مسلمان پھر سپین پہنچیں گے اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اس کی روح آج بھی ہمیں بلا رہی ہے۔ اور ہماری روحیں بھی یہ پکار رہی ہیں کہ اے شہید وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔

محمد رسول اللہ کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی اور پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو وہاں پھیلائیں گے۔ یہ سوال نہیں کہ ہم امن پسند جماعت ہیں۔ مخالف اِمن پسندوں پر بھی تلوار کھینچ کر اُن کو مقابلہ کی اجازت دلوا دیا کرتے ہیں۔

کیا محمد رسول اللہ صلعم امن پسند نہیں تھے۔ مگر مخالفین کے ظلموں کی وجہ سے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقابلہ کی اجازت دے دی جیسا کہ فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر۔ (الحج ۳۹)

پس سپین کے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا تو ہماری تبلیغ و تعلیم سے ہی کفر و شرک کو چھوڑ دیں گے اور یا پھر ہم پر اتنا ظلم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقابلہ کی اجازت ہو جائے گی اور وہ جنہوں نے کان پکڑ کر مسلمانوں کو ملک سے نکالا تھا۔ کان پکڑ کر محمد رسول اللہ کے مزار پر حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ حضور کے غلام حاضر ہیں"۔ (الفضل ۶ مئی ۱۹۴۴ء)

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر بعض آراء پیش خدمت ہیں

نائجیریا کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے "Chri-sion Faith in Dangr" کے زیر عنوان لکھا "ہم چرچ کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال لے۔ اگر ہماری اس تنبیہ کی طرف توجہ نہ کی گئی تو عین ممکن ہے کہ اسلام فاتحانہ انداز میں جنوبی نائجیریا کے آخری سرے تک پہنچ جائے۔

نائجیریا کے لاٹ پادری نے جو رپورٹ بھجوائی اور چرچ آف انگلینڈ کی سروے رپورٹ میں شائع ہوئی اس میں لکھا ہے۔

"تمام نائجیریا اور خصوصاً اس کے مرکز لیگوس میں زیادہ سے زیادہ نفوس حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ یہی حال آبادان کا ہے جو ملک کا تعلیمی مرکز ہے۔

احمدیہ جماعت کی تبلیغ کے جو شاندار نتائج نکل رہے ہیں ان کا ذکر مشہور اخبار افریقن Tanga nyika standard نے یکم نومبر ۱۹۵۵ء میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جا رہی ہے ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اُٹھانی پڑیں اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آج کل درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے افریقیوں کی عیسائیت سے بے رغبتی اسی طرح بڑھتی رہی تو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی آغوش میں چلے جائیں گے"۔ ریورنڈ ڈاکٹر زویمر اپنے رسالہ چرچ مشنری ریویو" لنڈن میں لکھتے ہیں "ہم نے قادیان کے تمام مقامات کو دیکھا۔ مثلاً پریس۔ صیغہ ڈاک۔ ترسیل لٹریچر مدرسہ احمدیہ لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول۔ اشاعت و تبلیغ میں یہ ایک سرگرم گروہ ہے۔ یہاں سے نہ صرف ریویو آف ریلیجنز نکلتے ہیں بلکہ لنڈن۔ پیرس۔ برلن شکاگو۔ سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر۔ ہر قسم کے دستیاب ہونے والا سامان۔ مختلف قسم کی انسائیکلوپیڈیا ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔ ترجمہ از انگریزی۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

ہندوستان میں مصلح موعودؓ کے دور سعادت میں تمام بڑے بڑے شہروں قصبات اور دیہات میں اللہ کے فضل سے احمدی جماعتیں قائم ہیں اور باقاعدہ اُس وقت سے ہی تبلیغی حلقہ جات مقرر

ہیں۔ جن میں نظام کے ماتحت مرکز سے بھیجے ہوئے مبلغین کام کرتے چلے آرہے ہیں اور لاکھوں تک احمدیوں کی تعداد اسی دور میں پہنچ چکی تھی۔

صوبہ یوپی میں ارتداد کی زبردست رواور جماعت احمدیہ کی والہانہ جدو جہد

حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں ۲۲۔ ۱۹۲۳ء میں آریہ قوم نے راجپوتانہ علاقہ پر متحد ہو کر یورش کی اور وہاں کے سیدھے سادھے مسلمانوں کو شدھی کے ذریعہ سے مرتد کرنا شروع کیا جس سے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں مسلمان ارتداد اختیار کر کے ہندو قوم میں داخل ہو گئے۔

اخبار تیج دہلی ۱۳ر جنوری ۱۹۲۷ء میں دہلی کے ایک ہندو شاعر نے لکھا کام شدھی کا کبھی بند نہ ہو جائے بھاگ سے وقت یہ قوموں کو ملا کرتے ہیں۔

ہندوؤ تم میں ہے اگر جذبۂ ایمان باقی
رہ نہ جائے کوئی دنیا میں مسلمان باقی

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی جماعت کے لئے یہ اعلان فرمایا۔

”ہمیں اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس ملکانہ علاقہ میں کام کریں۔ ہم اُن کو ایک پیسہ بھی خرچ کے لئے نہ دیں گے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ ان کو خود برداشت کرنا ہو گا۔ جو لوگ ملازمتوں پر ہیں وہ اپنی رخصتوں کا خود انتظام کریں اور جو کاروبار کرتے ہیں وہاں سے فراغت حاصل کریں اس سکیم کے تحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہو گا۔ اگر کھانا پکانا پڑے تو پکائیں اگر جنگل میں سونا پڑے تو سوئیں گے۔ جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں وہ آئیں ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے۔ ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی۔ ننگے پیروں چلیں گے۔ جنگلوں میں سوئیں گے۔ خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی۔ ضائع نہیں کرے گا۔ اس جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہو گا ان کے کام آئے گی۔ مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہو گا۔ الفضل ۱۰ر مارچ ۱۹۲۳ء چنانچہ جماعت کے افراد نے جس خلوص اور جذبہ سے اپنے آقا کے ارشاد پر لبیک کہا اور بے لوث خدمت کی اس کا اظہار غیروں کی آراء میں پیش خدمت ہے۔

” زمیندار اخبار اپنی ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

” جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار اور کمر بستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و بے حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کر دکھادی“۔

پھر ۲۹ر جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا۔

” قادیانی احمدی اعلیٰ ایثار کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کا قریباً ایک سو مبلغ امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں مورچہ زن ہے ان لوگوں نے نمایاں کام کیا ہے۔ جملہ مبلغین بغیر تنخواہ یا سفر خرچ کے کام کر رہے ہیں ہم گو احمدی نہیں لیکن احمدیوں کے اعلیٰ کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس ایثار کا اعلیٰ ثبوت جماعت احمدیہ نے دیا ہے اس کا نمونہ سوائے متقدمین کے مشکل سے ملتا ہے ان کا ہر ایک مبلغ غریب ہو یا امیر بغیر مصارف سفر و طعام حاصل کئے میدان عمل میں گامزن ہے۔ شدید گرمی اور لوؤں میں وہ اپنے امیر کی اطاعت میں کام کر رہے ہیں۔ (زمیندار لاہور ۲۹ر جون)

اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا۔

”جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کرتی ہے وہ اس زمانے میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی“ (اخبار مشرق ۵ر مارچ) اخبار زمیندار نے ۸ر اپریل ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔

”احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس ایثار ' جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔

اخبار ہمدم لکھنؤ نے اپنی ۱۶ر اپریل ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں لکھا۔

” قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملے میں بے حد قابل تحسین ہیں اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے“۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اخبار نے بھی اسی طرح کی آراء پیش کیں۔ اخبار وکیل۔ اخبار جیون نت۔ رسالہ تہذیب النسواں۔ اخبار درنف۔ بندے ماترم۔

تبلیغی مساعی میں آپؓ کی تصانیف

یوں تو آپؓ کی مبسوط تصانیف و تقاریر کی تعداد ایک صد سے اوپر ہے۔

جن میں تحفۃ الملوک القول الفصل۔ حقیقۃ النبوۃ۔ انوار خلافت۔ ذکر الٰہی۔ حقیقۃ الرؤیا۔ تقدیر الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ۔ مسئلہ نجات۔ حق الیقین۔ فضائل القرآن۔ سیر روحانی دیباچہ قرآن کریم انگریزی۔ انقلاب حقیقی۔ تفسیر صغیر۔ تفسیر کبیر قابل ذکر ہیں۔ تبلیغی مساعی کو تیز تر کرنے کیلئے مندرجہ ذیل زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا۔ ہسپانوی زبان ۔ جرمن زبان۔ فرانسیسی۔ ڈچ۔ سواحلی مشرقی افریقہ۔ فارسی۔ برمی۔ تامل۔ سندھی۔ سپانوی۔ گورکھی۔ ہندی۔ مراٹھی۔ گجراتی۔ اڑیہ۔ ملیالم وغیرہ۔

جامعۃ المبشرین ربوہ کا قیام

تبلیغ کے کام کو وسعت دینے کیلئے ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۹ء میں جبکہ اسے ۷ر جولائی ۱۹۵۷ء کو جامعہ احمدیہ میں ضم کروایا۔ اس کا افتتاح ۱۹۵۳ء کو ہوا۔ مبلغین یہاں سے تیار کئے جاتے ہیں جو کہ اندرون ممالک کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی بھجوائے جاتے رہے۔ ادارۃ المصنفین کا قیام ۱۹۵۷ء میں عمل میں آیا۔

اخبارات ورسائل کے ذریعہ تبلیغ

آپؓ کے دور میں جو اخبار ورسائل شائع ہوتے رہے جن سے تبلیغی کام میں احسن رنگ میں فائدہ اُٹھایا گیا اُن میں ”احمدیہ گزٹ“ ”رسالہ مصباح“ ”سن رائز۔ الفضل ۔ رسالہ خالد۔ تشحیذ الاذہان۔ بدر۔ المصلح ۔ دی اسلام۔ البشریٰ۔ المنار۔ الفرقان۔ ریویو آف ریلیجنز۔ دی ٹروتھ۔ آزاد نوجوان۔ قابل ذکر ہیں۔

آپؓ کے دور میں کثرت سے مساجد کی تعمیر ہوئیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر مفاد اور سیاسی کاموں میں بھی آپؓ نے اُن کی راہنمائی فرمائی۔ اور موقعہ محل کے مطابق انہیں نہایت ہی مفید مشورہ اور زریں ہدایات دیں بہت سے موقعوں پر امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو صحیح مشورہ سے مستفید کیا اور ان کی معاشرتی۔ تمدنی۔ اقتصادی اور سیاسی زندگی کو پر امن اور باعزت بنانے کیلئے مسلسل کوشش اور جدوجہد سے کام کیا۔

خواہ تحریک کشمیر کا مسئلہ ہو یا باونڈری کمیشن میں مسلم حقوق کی حفاظت کا مسئلہ یا فلسطین کا مسئلہ ہو وغیرہ۔ وغیرہ۔

مشہور رسالہ صوفی ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں تحریر کرتا ہے ”اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ احمدی جماعت نے ہندوستان سے وہ کام کر کے دکھلایا ہے کہ جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا تھا۔

پانچ ذیلی تنظیموں کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے افراد کو پانچ ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر دیا تاکہ یہ تنظیمیں اپنے اپنے دائرے میں آزادی کے ساتھ صحیح رنگ میں خدمت کر سکے اور تبلیغ کے کام کو بھی مزید وسعت ہو۔ یہ تنظیمیں ہیں۔ مجلس لجنہ اماء اللہ ۔ ناصرات الاحمدیہ۔ خدام الاحمدیہ۔ مجلس اطفال الاحمدیہ۔ مجلس انصار اللہ۔

نظارتوں کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ نے صدر انجمن احمدیہ کی الگ الگ نظارتیں قائم فرمائیں تاکہ ہر نظارت اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ ہر کام تیزی سے ہو۔ صحیح رنگ میں ہو۔ ان میں نظارت علیا نظارت تعلیم۔ نظارت دعوت و تبلیغ۔ نظارت بیت المال آمد۔ نظارت بیت المال خرچ۔ نظارت جائیداد۔ وغیرہ۔

اس کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ نے جو تبلیغی و تربیتی جدوجہد کی اس میں درس القرآن۔ خطبات جمعہ۔ خصوصی ارشادات۔ مبلغین کلاس۔ مبلغین کی عالمی کانفرنس ۱۹۵۵ میں لندن میں آپؓ کی صدارت میں ہوئی۔ وقف جدید کا قیام۔ مجلس مشاورت کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کی دلی خواہش تھی کہ احباب کے اندر ایسی روح پیدا ہو کہ وہ ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے ہر لمحہ تیار رہیں۔ جہاں بھی جماعت کسی کو بھیجنا چاہے وہاں کیلئے تیار رہے۔

فرماتے ہیں پس ہمارے مبلغوں کو اپنے اندر ابراہیمی روح پیدا کرنی چاہئے اگر وہ یہ روح اپنے اندر پیدا کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف اکٹھے ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ یا تو وہ تبلیغ سے باز آئیں ورنہ انہیں آگ میں ڈال دیا جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ بند کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ اگر آپ کہتے کہ میں آگ میں نہیں پڑتا۔ تو فرشتے آسمان پر چلے جاتے لیکن آپ نے کہا میں آگ میں پڑنے کیلئے تیار ہوں۔ تو خدا تعالیٰ نے عرش سے کہا یا نارکونی بردا وسلما علی ابراھیم اے آگ تو لوگوں کو تو جلاتی ہے لیکن ابراہیم کیلئے تو اس خاصیت کو چھوڑ دے۔ اور ٹھنڈی ہو جا۔ یہ عظیم الشان نشان اس لئے ظاہر ہوا کہ حضرت ابراہیم نے خدا تعالیٰ کے لئے جلنا منظور کر لیا تھا۔ اگر تم بھی اسی طرح کے مومن بن جاؤ۔ تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے بھی اپنے نشانات نازل کرے گا۔ اور تمہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا۔ فرمودہ ۱۹ر جولائی ۱۹۵۶ء

پس ثابت ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا ۵۲ سالہ دور خلافت دن رات تبلیغ کے کام میں صرف کیا اور اللہ کے فضل سے آج موجودہ دور میں آپؓ کے فرزند سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت عہد خلافت میں تبلیغی کام بہت زوروں پر ہے اور جماعت احمدیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔

واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کیلئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو لم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کیلئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور مصداق

مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب
مشنری ویسٹرن ریجن، کیلگری

پیشگوئی مصلح موعود، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی فرزند، وقت کے مامور اور مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس لئے کی گئی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، اسلام کی حقانیت اور اس کے زندہ مذہب ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ایک زبردست ثبوت روز روشن کی طرح عیاں کیا جائے۔ ۱۸۸۴ء میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان کتاب براہین احمدیہ کی آخری جلد شائع ہوئی تو غیر مذاہب کے مبلغین جو یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ہم اسلام کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ گھبرا اُٹھے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمان ہمارا شکار اور تر نوالہ ہیں۔ تمام مذاہب، اسلام کے خلاف کوشش کر رہے تھے اور خاص طور پر عیسائی، ہندو، برہمو سماج والوں کو تو ان کی کوششوں میں کافی حد تک کامیابی بھی حاصل ہو رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب براہین احمدیہ میں اسلام کی صداقت بیان فرمائی تو غیر مذاہب میں ایسا تہلکہ مچ گیا کہ کہیں اسلام دنیا پر غالب نہ آجائے اور ہمارے اپنے بھائی اسلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں چنانچہ تمام مذاہب نے مل کر آپ پر گندے اعتراضات شروع کر دیئے اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت وجود پر حملے کرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اچھا خاصہ گند اچھالا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے وہ دلائل جو براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائے تھے ان کے خلاف کثرت سے لکھنا شروع کر دیا اور آپ سے اسلام کی صداقت کے نشانات کا مطالبہ شروع کر دیا۔ آپ کے رشتہ دار اور عزیز بھی اسلام کے خلاف بدعتوں اور رسم و رواج میں مبتلا تھے اور وہ بھی نشاناتِ الٰہی دیکھنے کے خواہش مند تھے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں۔ کیا مرد اور کیا عورت، مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکّار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اور ان کا اپنا یہ حال ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اُٹھا کر پھینک دے، وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کیلئے، انہیں کے تقاضا سے، انہیں کی درخواست سے، اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے تا وہ سمجھیں کہ وہ در حقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کر سکتے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ ۱۶۱)

اسی طرح قادیان کے ہندو بھی نشان دیکھنے کے از حد خواہش مند تھے۔ چنانچہ ساہو کاران و دیگر ہندو صاحبانِ قادیان کا ایک خط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام درج کیا جاتا ہے۔ انہوں نے لکھا:

"مرزا صاحب مخدوم و مکرم مرزا غلام احمد صاحب سلمہ بعد ماوجب بکمال ادب عرض کی جاتی ہے کہ جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارہ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالبِ صادق ہیں کسی قسم کا شر اور عناد جو بمقتضائے نفسانیت یا مغائرت مذہب نا اہلوں کے دلوں میں ہوتا ہے وہ ہمارے دلوں میں ہرگز نہیں ہے اور نہ ہم بعض نا منصف مخالفوں کی طرح آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم صرف ایسے نشانوں کو قبول کریں گے جو اس قسم کے ہوں کہ ستارے اور سورج اور چاند پارہ پارہ ہو کر زمین پر گر جائیں.... ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیتِ دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، صفحہ ۹۲۔۹۳)

نہ صرف ان لوگوں نے نشاناتِ الٰہی کا مطالبہ کرنا شروع کیا بلکہ اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا بھی شروع کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ حالات دیکھے تو آپ نے اشتہاروں کے ذریعہ دشمنوں کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اس مخالفت میں آریہ سماج کے لیڈر پنڈت لیکھرام اور منشی اندر من مراد آبادی پیش پیش تھے، بالخصوص پنڈت لیکھرام نے مخالفت میں نمایاں حصہ لیا اور تکذیب براہین احمدیہ نامی کتاب بھی لکھی۔ اس قسم کے حالات دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں سخت درد پیدا ہوا اور آپ نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی شروع کر دیں۔

اے خدا تو اپنی تائید سے مجھے ایسا موقع بہم پہنچا کہ میں ان تمام حملوں کو جو اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیئے جاتے ہیں کامیابی سے دور کر سکوں اور یہ فرض پوری خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے سکوں۔ اس غور و فکر میں آپ نے ایسا فیصلہ کیا کہ میں چالیس دن تک چلّہ کروں اور کسی علیحدہ مقام پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کروں کہ وہ ایسی تائیدات کے سامان میرے لئے مہیا فرمائے جن سے مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کی صداقت کا کامل اور روشن تر ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر سکوں۔ ان دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو بتایا گیا کہ آپ ہوشیار پور میں چلّہ کریں۔

چنانچہ آپ ۲۱ر جنوری ۱۸۸۶ء کو اپنے تین خاص مصاحبوں حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ، حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحبؓ اور حضرت فتح خان صاحبؓ کے ساتھ ہوشیار پور کیلئے روانہ ہوئے اور راستہ میں رسول پور ٹھہرتے ہوئے ۲۲ر جنوری بروز جمعۃ المبارک ہوشیار پور رونق افروز ہوئے جہاں آپ نے شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے ایک خاندانی مکان جو شہر کے ایک طرف تھا اور طویلے کے نام سے مشہور تھا کی بالائی منزل میں قیام فرمایا اور دینِ اسلام کو سرخرو اور کامران دیکھنے کیلئے سخت بے قرار تمنا لئے آپ اپنے رب سے اس کی رحمت اور قربت کا نشان مانگنے کی طرف متوجہ ہوئے اور چالیس روز تک تنہائی میں چلّہ کیا۔ اور علیحدگی میں رہ کر بارگاہ الٰہی میں دعائیں کیں تا کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے تائید اسلام اور حقیقت فرقان حمید میں نشانات ظاہر فرمائے سو اس قادر و توانا نے آپ کی تضرعات اور دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور بعض عظیم الشان انکشافات فرمائے جن کی بناء پر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ہفتہ کے روز ہوشیار پور میں ہی آپ نے ایک اشتہار لکھا اور اسے شائع کر کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا۔ اس اشتہار میں خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر مصلح موعود کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی جو دراصل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیشگوئی تھی جو آپؐ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں چودہ سو سال پہلے کی تھی کہ یتزوج ویولد لہ کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں موعود اولاد ہو گی۔ اور یہ عظیم الشان پیشگوئی اسی کا اعادہ تھی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان وجود یعنی پسر موعود کی ولادت کی پیشگوئی کے بارہ میں اشتہار ۲۲ر مارچ میں یہ بھی لکھا کہ:

"ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۳)

جب یہ عظیم الشان پیشگوئی شائع ہوئی تو دشمنوں نے اس پر بھی اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء کے ہی اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلّ شانہ‘ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے... بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین میں پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مُردوں کو زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

پنڈت لیکھرام جس نے مخالفت میں نمایاں حصہ لیا اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخیاں کیں اور اس بدبخت نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے جواب میں ۱۸ مارچ کو ایک اشتہار دیا اور لکھا کہ:

"میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا... تین سال میں سزا دی جائے گی... مَیں نے عرض کی خداوند اس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹ ہے ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی"۔

(کلیات آریہ مسافر، صفحہ ۴۹۵-۴۹۶)

پنڈت لیکھرام نے پھر لکھا کہ:

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی، غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی"۔

(کلیات آریہ مسافر، صفحہ ۴۹۸)

اور جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء یہ پیشگوئی شائع فرمائی کہ پسرِ موعود کی ولادت ۹ برس کے اندر اندر ہو گی تو پنڈت جی نے لکھا کہ:

"ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہو گا جیسا کہ عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے"۔

پھر اس بدبخت نے لکھا کہ:

"پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ ۹ برس تک آپ اور آپ کی بیوی زندہ رہے گی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتلاتا ہے"۔

(کلیات آریہ مسافر، صفحہ ۴۹۹)

پھر پنڈت جی نے لکھا کہ:

"لڑکے کا اور آپ کا تین سال کے اندر اندر خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا"۔

(کلیات آریہ مسافر، صفحہ ۵۰۱)

پنڈت جی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"لڑکا کیا اس عرصہ میں آپ کے گھر میں کوئی چوہیا بھی بچہ نہ جنے گی"۔
(کلیاتِ آریہ مسافر، صفحہ ۵۰۲)

حقیقت یہ ہے کہ :

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں
کوئی اگر خدا سے کرے کچھ بھی افتراء
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

اگر پنڈت لیکھرام کی اس تحریر کے بعد تین سال کے اندر وہ پسر موعود پیدا نہ ہوتا تو اس کا اعتراض ایک حد تک درست سمجھا جاتا۔ کیا اس حالت میں یہ ضروری نہ تھا کہ وہ موعود لڑکا تین سال کے اندر اندر پیدا ہو کر اس دشمن اسلام کی پیشگوئی کو غلط ثابت کرتا۔ ظاہر ہے کہ یہ نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پسر موعود، مصلح موعود ۱۲/ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ جب کہ پنڈت لیکھرام کی مقرر کردہ مدت تین سال پورے ہونے میں ابھی دو ماہ باقی تھے۔ اور وہ بد بخت آپ کی تباہی و بربادی کا سوچ رہا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ :

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

یہ عظیم الشان پیشگوئی اس لئے کی گئی تھی کہ :

"۱- جو زندگی کے خواہاں ہیں موت سے نجات پائیں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آئیں۔
۲- اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔
۳- اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔
۴- اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں اور جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔
۵- اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔
۶- اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے۔
۷- اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"۔
(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ ۱۰۱)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ پسر موعود کون ہے؟ جس کے بارہ میں یہ عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس کے حقیقی مصداق کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اس پیشگوئی کے متعلق ایک نہایت ضروری اور اصولی بات کو سامنے رکھنا بے حد ضروری ہے جو نہایت واضح صریح اور دل نشین ہدایت ہے حضرت اقدس نے سر الخلافۃ میں تحریر فرمایا۔ جس کا عربی سے اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

"پیشگوئیاں جب ظاہری صورت میں پوری ہو جائیں تو ان کے وقوع کے مشاہدہ کے بعد ان کے دوسرے معنی لینا ظلم اور فسق ہے۔
(سر الخلافۃ۔ روحانی خزائن، جلد ۸، صفحہ ۳۵۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واضح اور بین اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق کون ہے کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ پیشگوئی کے الفاظ کو اگر بغور پڑھیں تو اس میں واضح طور پر مصلح موعود کا حضرت اقدس کے صلبی بیٹوں میں سے ہونا اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۹ سال کی مدت کے اندر پیدا ہونا ضروری تھا۔ مصلح موعود کے دوسرے الہامی نام بشیر ثانی، محمود اور فضل عمر وغیرہ تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹوں میں سے صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی کے یہ نام رکھے تھے اور کسی بیٹے کے نہیں رکھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی حضرت مصلح موعودؓ کے مقام اور مرتبے کو بخوبی سمجھتے تھے اور اس پیشگوئی کی عظمت سے خوب اچھی طرح سے واقف تھے۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کو ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو فرمایا جسے اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین المعروف نور دین اعظم میں سپرد قلم کیا۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"۔

سلسلہ کے رسائل اور اخبارات میں ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۴۴ء تک بہت سے مضامین اس موضوع پر لکھے گئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہیں مگر آپؓ نے اس وقت تک مصلح موعود ہونے کا اعلان نہیں کیا جب تک کہ آپؓ پر بذریعہ رؤیا الہام اس حقیقت کا انکشاف نہ ہو گیا۔ آپؓ نے بار بار حلفاً بیان فرمایا کہ "میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہوں"۔ آپؓ نے جلسہ ہوشیار پور میں فرمایا کہ :

"میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے۔ جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود کا نام پہنچانا ہے"۔
(الفضل ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء)

پھر آپؓ نے لاہور کے جلسہ میں فرمایا :

"میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے بھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ نمبر ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر یہ خبر دی ہے کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی"۔
(الفضل ۱۵/ مارچ ۱۹۴۴ء)

اس کے علاوہ حضور نے لدھیانہ کے جلسہ میں بھی حلفیہ اعلان فرمایا۔ ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائیں"۔

"جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ یا کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی موکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق...."

پھر فرمایا :

"غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلان کے ذریعہ مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اب دشمنان اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں...."۔

"حضرت مسیح موعودؑ اسلام کے سچے فرستادہ ہیں"

پھر فرمایا :

"جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں، کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے"۔

آپ پھر فرماتے ہیں "اے میرے دوستو! میں اپنے لئے کسی عزت کا خواہاں نہیں نہ جب تک خدا مجھ پر ظاہر کرے کسی مزید عمر کا امیدوار۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل کا میں امیدوار ہوں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عزت کے قیام میں اور دوبارہ اسلام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گذشتہ اور آئندہ کاموں کا انشاء اللہ بہت کچھ حصہ ہو گا اور وہ ایڑھیاں جو شیطان کا سر کچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی۔ ان میں ایک ایڑھی میری بھی ہو گی۔ میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ آواز وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے۔ یہ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے یہ سچائی نہیں ٹلے گی، نہیں ٹلے گی اسلام دنیا پر غالب آکر رہے گا مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی اور یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہو گا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گی"۔

"میں اس موقع پر آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر دیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہاں میں آپ لوگوں کو ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصداق ہیں۔ آپ کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کیلئے بہانے کو تیار ہو جائیں، بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔ میں اچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو، لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو جس طرح خدا نے مجھے رؤیاء میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنے قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدموں کو پیچھے ہٹاتا ہے اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو

(باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

نکاح کی بنیاد صدق وسداد پر ہونی چاہئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
"نکاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آیات پڑھا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "قولوا قولاً سدیداً" (احزاب: ۷۱) یعنی بات، پکی بات، مضبوط بات، اصلاح والی بات، نیکی والی بات کرو۔ نکاح میں لوگ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ طرفین اپنے اغراض کو پورا اور اپنے مدعا کو حاصل کرنے کیلئے قطعاً اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے اقوال ہمارے دلی خیالات کے موافق ہیں یا نہیں۔ ایک غرض مد نظر ہوتی ہے۔ اس کے حصول کیلئے جس قسم کی باتیں بنانی پڑتی ہیں بنالیتے ہیں۔ لڑکے والا لڑکی والوں کو یقین دلاتا ہے کہ میں اس دن کے بعد تمہارا غلام ہوں۔ چنانچہ اسی لئے پیغام نکاح بھی دیا جاتا ہے تو ان الفاظ میں کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے۔ مگر وہ جو نکاح سے پہلے لکھتا ہے کہ غلام بنالو، جس دن شادی ہو جاتی ہے اور لڑکی پر قبضہ ہو جاتا ہے تو پھر غلام بننے کی بجائے آقا بننا چاہتا ہے۔ لڑکی پر جو حکومت چاہتا ہے وہ تو الگ۔ لڑکی کے والدین کو بھی اپنا غلام اور اپنی خواہشات کا مطیع بنانا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ سسرال ایک گالی ہو گئی اور یہ لفظ حقارت کے اظہار کا ایک ذریعہ بن گیا۔ چونکہ انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اس کا کوئی یار و مددگار ہو، دوست و غمگسار ہو، کوئی اس کا پیارا ہو، ان مشکلات کو سوچ کر دقتوں کو دیکھ کر پہلے تو اپنی غلامی کا یقین دلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو مدعا میں کامیاب ہو اور جو لوگ اس مدعا کے حصول میں حارج نظر آئیں انہیں ایڑی کے نیچے رگڑنا چاہتا ہے۔

لڑکی والوں کا بھی یہی حال ہے جب تک میاں بی بی آپس میں نہیں ملتے کہیں تو لڑکی کی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے، کہیں حسن و جمال کی کیفیت پر، کہیں علم ولیاقت پر، کہیں اس کے اخلاق و خوبیوں پر، غرض ہر طرح لڑکی کو بے عیب پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جب لڑکے والا یہ یقین کر کے کہ اب اس سے بہتر لڑکی کیا ہو گی رشتہ کر لیتا ہے تو پھر وہی لڑکی والا ہے جو کہتا ہے کہ بس یہی لڑکی ہے عیب ہے تو ہم کیا کریں۔ حالانکہ پہلے اس قدر تعریف کی تھی کہ کوئی حد ہی نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شخص کسی کے اخلاق، کسی کی صورت کو نہیں بدل سکتا۔ مگر انسان اپنی زبان پر تو قابو رکھ سکتا ہے۔ پس چاہئے کہ اتنی ہی بات کرے جو فی الواقعہ ہے، بیہودہ لافوں کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قولوا قولاً سدیداً" (احزاب: ۷۱) تقویٰ اختیار کرو اور دلی مطالب کے حصول کیلئے دھوکہ سے کام نہ لو۔ اگر دھوکہ کر کے مطلب پا بھی لو گے تو وہ کامیابی عارضی اور بہت سی ناکامی کا موجب ہو گی۔ مظفر و منصور ہونے کی کلید تقویٰ ہے۔ پس تقویٰ ہی سے کام لو۔ چالاکیاں چھوڑ دو دھوکہ دہی کے نزدیک نہ جاؤ۔ اگر بغیر کسی لاف زنی کے جو اصل معاملہ ہے وہ ظاہر کر دیا جائے تو نہ لڑکی والوں کو شکایت ہو سکتی ہے، نہ لڑکے والوں کو کیونکہ جو وعدہ تھا پورا کر دیا"۔

"اسلام نصیحت کرتا ہے کہ "قولوا قولاً سدیداً" تقویٰ اختیار کرو، نکاح کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولو ہمارے زمانہ میں جھوٹ بہت بڑھ گیا ہے اور جس چیز کی بنیاد گناہ پر ہو گی وہ اخیر تک نقصان رساں ہو گی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے۔ پس یہ تعلق ایک دو دن کا نہیں بلکہ قیامت تک کا ہے جیسا بیج ہو گا ویسا ہی پھل لگے گا عمدہ بیج جو بویا جاتا ہے تو یہ اس سال کے لئے نہیں بلکہ پھر وہی بیج ہے جو اگلے سال کیلئے بویا جائے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ بعض علاقوں کی بعض پیداوار مشہور ہوتی ہے مثلاً عرب کی کھجور۔ یہ کیوں! اس لئے کہ بیج ایسا تھا اور اس کی غور و پرداخت اعلیٰ طریق پر ہوئی۔ اب اس کا اثر آج تک چلا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ عرب میں گھوڑوں تک میں ذات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یورپ میں زراعت کے بارے میں احتیاط کرتے ہیں۔ یہی حال انسانی نسل کا ہے جس نکاح کی بنیاد صدق وسداد پر ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کو مد نظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اس پر نیک ثمرات مرتب ہوں"۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۲ تا ۵)

بقیہ: صفحہ ۱

اختیار لوگوں نے بلایا اور بڑے پیار سے بات سمجھائی۔ وزیر تعلیم جو خاتون ہیں انہوں نے کہا کہ پرانی سب باتوں کو بھول جاؤ اور جو لوگ یہاں سے باہر نکلے ہیں سارے واپس آجاؤ۔ ہم ان کا خیر مقدم کریں گے اور ہمیں جو شکوہ تھا وہ بھی بھول جائیں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضور انور نے فرمایا ان کے دلوں میں نمایاں تبدیلیاں دکھائی دے رہی ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کے سب ڈاکٹروں اور سب اساتذہ کو واپس آنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن مبلغین کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ اساتذہ کے طور پر واپس آئیں حضور نے فرمایا کہ یہ مجھے منظور نہیں۔ ایک ہی صورت ہے کہ حکومت گیمبیا کھلے بندوں وضاحت کے ساتھ یہ اعلان کرے اور ہمیں اس کی تحریر بھیج دے کہ جماعت احمدیہ کے مبلغین کے اوپر اندرون خانہ کوئی پابندی نہیں ہے اگر اس صورت میں یہ اعلان کریں گے تو ہم ان کے اس اعلان کا خیر مقدم کریں گے اور میں کوشش کروں گا کہ ان نکلے ہوئے افراد میں سے جو بھی واپس آسکتے ہوں وہ واپس آجائیں مگر اس تاخیر کی ذمہ داری ہم پر نہیں حکومت گیمبیا پر ہو گی حضور نے فرمایا گیمبیا سے نکلے ہوئے ڈاکٹرز اور اساتذہ کو بعض ممالک نے اپنے ہاں نہایت خوشی سے قبول کیا ہے اب یہ ظلم ہو گا کہ وہ ممالک جنہوں نے ان افراد کی مشکل کی گھڑی میں نہ صرف انہیں پناہ دی بلکہ ان کی اعلیٰ خدمات کو قبول کیا اب یکدم انہیں وہاں سے واپس بلا لیا جائے ہاں میں جماعت احمدیہ گیمبیا سے وعدہ کرتا ہوں کہ وہ جس قدر اساتذہ ڈاکٹرز مہیا ہوں رکھ لیں اور ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے اس خرچ کو برداشت کریں گے اہل گیمبیا کا حق ہے کہ ان کی خدمت کی جائے اور اس میں ہم کسی طور پیچھے نہیں رہیں گے۔ یہی وہ تحفہ ہے جو اس عید کے موقع پر میں اہل گیمبیا کو دینا چاہتا ہوں خطبہ عید کے بعد حضور انور نے احباب سے فرداً فرداً مصافحہ فرمایا اور پھر بعد دعا حضور انور تشریف لے گئے۔

ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے ۶ بجے شام حضور انور خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کیلئے تشریف لائے آپ نے اپنے نہایت مختصر خطبہ جمعہ میں سورۃ الجمعہ کی آخری آیات تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اب آپ عید کی خوشیاں منانے کیلئے بے شک پھیل جائیں لیکن ذکر الٰہی کو اس دوران اپنا معمول بنائے رکھیں۔

☆......☆☆

کینیڈا میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲ر نومبر کو بعد دوپہر دو بجے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ مکرم امیر صاحب کینیڈا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت و نظم کے بعد گروپ کی صورت میں نعت پڑھی گئی۔ اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ فتح مکہ کے حالات حضور کی قوت قدسیہ اور شجاعت و توکل علی اللہ کے واقعات حاضرین کے سامنے پیش کئے گئے۔ اسی روز لجنہ اماء اللہ نے بھی جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد کیا۔

مجلس عاملہ اطفال الاحمدیہ بھارت ۹۸-۱۹۹۷ء

محترم مولوی ہدایت اللہ صاحب	نائب مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
ٹی ایم عبدالمجیب صاحب	سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت
ایم اے محمود احمد صاحب	سیکرٹری تجنید وانچارج کیرلہ
محمد عارف صاحب	سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت
خواجہ عطاالغفار صاحب	سیکرٹری تعلیم وتربیت
شیخ محمد ذکریہ صاحب	سیکرٹری وقف جدید وانچارج اڑیسہ
شیخ مجاہد احمد صاحب	سیکرٹری خدمت خلق ووقار عمل
محمد نورالدین صاحب	سیکرٹری مال
ٹی شفیق احمد صاحب	سیکرٹری صحت وجسمانی
جمال شریعت احمد	سیکرٹری صنعت وتجارت

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX: 91 - 33 - 2479163

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P. 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

ضروری اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ سہ سالہ (جولائی ۹۸ تا ۳۰ جون ۲۰۰۱) مدت تک کے انتخاب کیلئے صوبائی امراء کو بذریعہ رجسٹری خطوط و قواعد انتخاب بھجوائے گئے ہیں اور انتخاب کیلئے کون سا مہینہ کس صوبہ کو دیا گیا ہے۔ اس سے بھی مطلع کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا جملہ جماعتوں کو بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ مقررہ وقت پر صوبائی امراء کے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہوئے آئندہ سہ سالہ انتخاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مدد فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ انتخاب کی جملہ رپورٹیں صوبائی امراء کے توسط سے آنی ضروری ہوں گی۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت بابت سال ۹۸۔۹۷ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۹۸۔۹۷ کیلئے درج ذیل مجلس عاملہ کی منظوری موصول ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مکرم مجیب احمد صاحب اسلم :	نائب صدر اول مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب :	نائب صدر دوئم۔۔۔
بلال احمد صاحب شمیم :	معتمد
طارق احمد خان صاحب :	مہتمم خدمت خلق
ایم ابو بکر صاحب :	۔۔تعلیم
شیخ محمود احمد صاحب :	۔۔تربیت
حبیب احمد طارق صاحب :	۔۔مال
محمد موسیٰ گجراتی صاحب :	۔۔عمومی
خالد محمود صاحب :	۔۔صحت جسمانی
حافظ مظہر احمد طاہر صاحب :	۔۔وقار عمل
نصیر احمد ایڈووکیٹ صاحب :	۔۔صنعت وتجارت
ضیاء الدین نیر صاحب :	۔۔تحریک جدید
منصور احمد صاحب :	۔۔وقف جدید
طاہر احمد چیمہ صاحب :	۔۔اطفال
قریشی محمد فضل اللہ صاحب :	۔۔تبلیغ
سہیل احمد سوز صاحب :	۔۔تجنید
مقبول احمد گھنو کے صاحب :	۔۔اشاعت
شعیب احمد صاحب :	۔۔محاسب
مبارک احمد چیمہ صاحب :	۔۔مہتمم مقامی

تبلیغ حق کیلئے ایک احمدی خاتون کا جرمنی سے رومانیہ تک کا طویل سفر

ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا

تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دینے کیلئے جرمنی کی ایک نو احمدی خاتون نے اپنے چھوٹے چھوٹے دو بچوں کو لیکر جرمنی سے رومانیہ تک کا طویل سفر اختیار کیا رومانیہ کے شہر Deva اور Sibiu جو کہ ان کا اپنا آبائی شہر بھی ہے میں تفصیلی قیام کر کے اپنے تمام عزیزوں رشتہ داروں کو کھول کھول کر اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ ٹیلی ویژن سٹیشن جا کر انٹرویو ریکارڈ کروایا جو کہ دوبار نشر ہوا جس سے کہ ایک خاتون کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی توفیق ملی۔

شہر Huneduoora میں بھی احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ چار ہزار کلومیٹر کی مجموعی مسافت پر مشتمل یہ سفر دو ماہ تک جاری رہا۔ اللہ ان کی اس مساعی میں بے پناہ برکت دے اور اس کے دور رس نتائج پیدا فرمائے۔

قزاکستان

۷۳ فیصد آبادی مفلسی میں مبتلا

لندن۔ ۱۳ر نومبر (اے این آئی) انٹرنیشنل فیڈریشن آف ریڈ کراس نے الماطی میں کہا ہے کہ قزاکستان کی ۷۳ فیصد آبادی حکومت کی معین کردہ پچاس ڈالر فی ماہ کی سطح سے نیچے غربت کی زندگی گزار رہی ہے۔ ۶ لاکھ مفلس قزاخوں کی امداد کے لئے ریڈ کراس نے دو ملین ڈالرس عطیے کی اپیل کی ہے۔

سابق سوویت جمہوریہ کیمونسٹ حکومت کے زوال کے بعد سے ایک عبوری دور سے گزر رہی ہے۔ ریڈ کراس کے الماطی میں مقیم نمائندے نے گزشتہ روز ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ان کی تنظیم اس عبوری دور میں قزاخستان کی مدد کرنے کیلئے تیار ہے۔

بقیہ : صفحہ 13

قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کیلئے صفحہ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"۔

(الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء)

خدا کرے کہ ہم سب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات اور تحریکات پر عمل کرنے والے ہوں اور اس عظیم الشان پیشگوئی کی برکت سے احمدیت کے افق پر جو عالمگیر انقلابات رونما ہو رہے ہیں ہم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں۔ آمین۔

دُعائے مغفرت

● خاکسار کے والد محترم شیخ علیم الدین صاحب ساکن تاراکوٹ اڑیسہ مورخہ ۹۷۔۱۰۔۲۸ بعمر ۶۰ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نیک فطرت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ جماعتی خدمات بھی بڑھ چڑھ کر بجالاتے رہے۔ تبلیغ کا بیحد جذبہ رکھتے تھے۔ مرحوم موصی بھی تھے مرحوم کی مغفرت وبلندیٔ درجات کیلئے نیز پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح مکرم آدم خان صاحب مرحوم آف نرگاؤں (اڑیسہ) کی مغفرت درجات کی بلندی کیلئے احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (شیخ ناصر الدین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

● مورخہ ۱۶ر نومبر کو مکرمہ آنسہ امتہ الرقیب صاحبہ اہلیہ مکرم مہتاب احمد صاحب امروہی آف قادیان بچی کی پیدائش کے معاً بعد بعمر ۳۱ سال وفات پا گئیں۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ مرحومہ مکرم یونس احمد صاحب اسلم مرحوم درویش قادیان کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ نہایت ملنسار۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ خوش اخلاق۔ حضور انور کی تمام تحریکات میں حصہ لینے والی خادمہ تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بچے چھوڑے ہیں جن میں بڑے بچے کی عمر ۵ سال اور دوسرا ابھی نومولود ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے اگلے روز احمدیہ گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی اور تدفین احمدیہ قبرستان میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز بچوں کی صحت وسلامتی کیلئے بھی دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(محمد لقمان دہلوی نمائندہ اخبار بدر قادیان)

● خاکسار کی اہلیہ ۹۷۔۱۲۔۶ کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ کی مغفرت درجات کی بلندی کیلئے اور ہم سب کی صحت وسلامتی کیلئے نیز محمد ہاشم علی چنداپور کی صحت وسلامتی کیلئے نیز خاکسار کی نوکری میں ترقی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۱۰۰ روپے) محمد حبیب احمد چنداپور 'آندھرا پردیش

ذیابیطس

ذیابیطس ہو جانے کی ایک بہت بڑی وجہ موٹاپا ہے اور اس کی وجہ سے دل کے حملے کا خطرہ بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ پیدل چلنے کی عادت ڈال کر ذیابیطس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر اگر لمبی سیر کرنے کی بجائے زیادہ بار تھوڑے وقت کیلئے پیدل چلا جائے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے یعنی روزانہ ایک گھنٹے چلنے کی بجائے اگر (ترجیحاً کھانا کھانے کے بعد) ۲۰ سے ۳۰ منٹ تک تین بار سیر کی جائے تو زیادہ مفید ہوتی ہے۔ سیر کا پروگرام بنانے سے پہلے جو امور پیش نظر رکھنے چاہئیں ان میں اپنے معالج سے مشورہ کرنے کے علاوہ مناسب اشیاء کا استعمال نہایت اہم ہے۔ مثلاً جوتے ایسے ہوں جن میں پاؤں کو تنگی نہ ہو اور پنجوں کی حرکت کیلئے مناسب جگہ موجود ہو۔ جرابیں کاٹن کی بجائے Wool کی ہوں تو زیادہ بہتر ہیں۔ کاٹن کی جراب کے استعمال سے Blister بن سکتے ہیں۔ اگر پاؤں پر چھالے یا Blisters بن جائیں تو ویزلین کا استعمال مفید ہوتا ہے تاہم ڈاکٹر سے بھی مشورہ کیا جانا چاہئے۔ چونکہ جسم میں پانی کی کمی سے خون میں شکر کی زیادتی کے مسائل بڑھ سکتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ سیر سے کچھ دیر پہلے مائع اشیاء استعمال کی جائیں خصوصاً گرمیوں کے موسم میں دودھ یا پھلوں کے قدرتی جوس کا استعمال زیادہ بہتر ہے۔ .... یہ بھی اہم بات ہے کہ سیر کرنے کے فوائد کچھ عرصہ باقاعدہ سیر کے پروگرام پر عمل کرنے کے بعد ظاہر ہوں گے۔ اس بارے میں ایک مختصر معلوماتی مضمون لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے سہ ماہی "النساء" جولائی تا ستمبر ۹۷ء میں شائع اشاعت ہے۔

جزیرہ نارفوک

آسٹریلیا کے دارالحکومت سڈنی سے ایک ہزار کلومیٹر دور واقع جزیرہ نارفوک کا رقبہ ۱۵ کلومیٹر ہے اور آبادی دو ہزار۔ اس جزیرے میں گزشتہ سو برس سے کوئی قتل نہیں ہوا کوئی ڈاکہ نہیں پڑا چوری اور رہزنی کی واردات نہیں ہوئی۔ یہاں کاروں اور گھروں کو تالے لگانے کا رواج نہیں۔ سڑک پر کوئی مسلح گروپ نظر نہیں آتا

طالب دُعا :۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

GURANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SO LIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

درخواست دُعا : مکرم محمد اکرم اللہ صاحب جٹالہ امریکہ سے بذریعہ فون اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے پوتے عمران احمد صاحب بعارضہ کینسر بیمار ہیں۔ آجکل میں دو۔ تین ٹیسٹ ہونے ہیں۔ احباب جماعت سے خصوصی دعا کی تحریک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے شفا بخشے۔ (ادارہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

☎ 01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB, (INDIA).

VOL - 47 THURSDAY, Feb 12/5th 1998 ISSUE NO.6-7

مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت برائے سال ۹۸ء

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت کی سال ۹۸ء کیلئے منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

نائب صدر صف اول :	محترم چوہدری ڈاکٹر محمد عارف ننگلی صاحب
نائب صدر صف دوم :	مولوی منیر احمد صاحب خادم
قائد عمومی :	مولوی فیض احمد صاحب
قائد تجنید :	مولوی نصیر الدین صاحب
قائد تعلیم :	دلاور خان صاحب
قائد تربیت :	چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش
قائد تبلیغ :	ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر
قائد مال :	مولوی جاوید اقبال اختر صاحب
قائد تحریک جدید :	بشارت احمد صاحب حیدر
قائد وقف جدید :	محمد یونس صاحب بہاری
قائد اشاعت :	سید تنویر احمد صاحب
قائد ایثار :	ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر
قائد ذہانت وصحت جسمانی :	عبدالعزیز صاحب اختر
آڈیٹر :	چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ۔

رمضان المبارک کی وجہ سے :

جلسہ سالانہ قادیان ۹۸ء کی تاریخوں میں تبدیلی
اب انشاء اللہ ۵۔۶۔۷ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

احباب جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔۶۔۷ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار) فتح ۷۔۷۷ ۱۳ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔ اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

میونخ (جرمنی) میں جلسہ سیرت النبیؐ

ممبرات لجنہ اماء اللہ میونخ نے ۲ اگست بروز ہفتہ جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا بعد تلاوت و نظم آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر حدیث پاک کے ذریعہ سے روشنی ڈالی گئی۔ نعتیہ کلام پڑھا گیا۔ آپ پر درود و سلام بھیجے گئے آخر میں "اسلام میں عورت کا مقام" کے عنوان سے مضمون پڑھا گیا۔ کلواجمیعا کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ضروری تصحیح

اخبار احمدیہ مطبوعہ ۲۹؍ جنوری ۹۸ء شمارہ ۵ میں سہواً لکھا گیا ہے کہ رمضان کے مبارک ایام میں حضور انور سورہ ال عمران کا درس ارشاد فرما رہے ہیں جبکہ امسال حضور نے سورہ نساء کی آیت نمبر ۷۴ سے درس شروع فرمایا تھا۔ احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

بلڈ پریشر کی دوائیاں دماغ کو نقصان پہنچاتی ہیں
ان سے یادداشت بھی کم ہو جاتی ہے۔ امریکہ میں نئی ریسرچ

ایک نئے مطالعہ میں بتایا گیا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے متنازعہ علاج کیلئے جو گولیاں استعمال کی جاتی ہیں وہ بزرگوں کے کیس میں دماغ کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور یادداشت کم کر دیتی ہیں۔ یہ ریسرچ امریکہ میں ۴ ریاستوں میں کی گئی ہے اور اس کے مطابق ہائی بلڈ پریشر پر کنٹرول کیلئے استعمال کی جانے والی ڈرگس دماغ کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور ان کی یادداشت کم ہو جاتی ہے۔ یہ مطالعہ دو سالوں میں تازہ ترین ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ کیلشیم چینل بلاکرز سے خلیوں کے اندر اور باہر کیلشیم کی نقل و حرکت میں تبدیلی آئی ہے جس سے بلڈ پریشر کی سطح کم ہوتی ہے۔ اور تھیوری کے مطابق دل کے حملہ اور فالج کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ تازہ مطالعہ میں ریسرچ کنندوں نے ۱۲۶۸ مریضوں کے دماغ کے سکین لئے۔ جن کا ہائی بلڈ پریشر کیلئے علاج کیا جارہا تھا۔ اور جو خون کے دباؤ کو کم کرنے کیلئے ایک دوائی استعمال کرتے تھے۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ مریض کی جتنی عمر زیادہ تھی اس کے دماغ پر دوائی کا اتنا ہی زیادہ اثر ہوا۔

کتوں کے کاٹنے کے ۴۵ لاکھ کیس امریکہ میں اوسطاً سالانہ ہوتے ہیں

شکاگو ۷ جنوری (اے پی) امریکہ میں سالانہ اوسط ۴۵ لاکھ لوگوں کو کتے کاٹتے ہیں ان میں سے ۳۳۴۰۰۰ لوگوں کو ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈوں میں داخل کرنا پڑتا ہے۔ یہ تعداد دیگر کئی قسم کے حادثوں میں زخمی ہونے والوں کی کل تعداد سے زیادہ ہے۔ امریکہ میں اوسطاً ۲۰ لوگ کتے کے کاٹنے سے مر جاتے ہیں۔

ایران میں چار عورتیں جج مقرر

تہران ۲۶ دسمبر (اے پی) ایران سرکار نے چار خواتین جج مقرر کی ہیں ۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلاب کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ چار خواتین وکلاء کو جج مقرر کیا گیا۔

قادیان میں بین الاقوامی عید منائی گئی

جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں عید الفطر شاندار اسلامی روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شان و شوکت کے ساتھ منائی گئی۔

بہشتی مقبرہ کے نزدیک واقع احمدیہ گراؤنڈ میں نماز عید کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مستورات کیلئے بھی الگ سے پردہ کا انتظام تھا۔ اس عید نے بین الاقوامی صورت اس وقت اختیار کرلی جب غیر ممالک سے بھی احمدیت کے فدائی رمضان المبارک کے آخری دس یوم اعتکاف کی غرض سے اس مقدس سرزمین میں گزارنے کیلئے قادیان دارالامان پہنچے۔ قریبی دیہات اور قصبات کے قریباً دس ہزار مسلمان افراد نماز عید ادا کرنے کی غرض سے قادیان پہنچے۔ نماز عید حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ادا کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ عید کی اصل خوشی ہم تبھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم غریب و بے سہارا لوگوں کی دل کھول کر مدد کریں۔ رمضان کے مہینہ میں جو برائیاں ہم چھوڑ دیتے ہیں انہیں دوبارہ اپنے اندر نہیں لانا چاہئے۔ علاقہ کے ہندو سکھ بھائیوں نے بھی گلے مل کر عید کی مبارکباد پیش کی۔ بعد نماز باہر سے آئے لوگوں کے قیام و طعام کا انتظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے کیا گیا۔

رمضان کے آخری عشرہ میں قادیان کی تین مساجد۔ مسجد اقصیٰ۔ مسجد مبارک۔ مسجد ناصر آباد میں ۹۷ مرد وزن اعتکاف بیٹھے۔ جن میں معتکفات کی تعداد ۱۶ تھی۔ (محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر قادیان)

معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر - سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ - خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد - کراچی - فون نمبر۔ 629443

ڈیزائننگ و کمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان